معہ ضمیمہ | چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیان بینی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۲ | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی | (للعہ) پیشگی

جلد ۸ | مورخہ ۲۱- ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۰۹ء مطابق یکم ماگھ سمت ۶۵ | نمبر ۱۱-۱۲

سارے جہان سے اچھا دارالاماں ہمارا | ایڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دارالامان ہمارا جنت نشاں ہمارا

دس شرائط بیعت

اول- بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔ دوم یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بد نظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کیوقت اون کا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے اداکرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑہنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالےٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائے گا۔ چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا ... میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھہ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے موںہہ نہ پھیرے گا بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرلیگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوۃ کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائیگا دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندہکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلےٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا ‖ مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندرین دین آمدہ از مادریم ‖ ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست ‖ بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولے کش محمد ہست نام ‖ دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن ‖ جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام ‖ ہر نبوت را برو شد اختتام
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود ‖ آن نہ از خود از ہمان جائے بود
اقتدائے قول او در جان ماست ‖ ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
آن ہمہ از حضرت احدیت است ‖ منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست ‖ منکر آن مورد لعن خدا است
معجزات انبیاء سابقین ‖ آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست ‖ ہر کہ انکارش کند از اشقیا است
یک قدم دوری ازان عالی جناب ‖ نزد ما کفر است و خسران و تباب

دستور العمل

عام قیمت اخبار سالانہ ۴ر

بغیر وصول قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہوگا۔

خط و کتابت کیواسطے جوابی کارڈ آنا چاہیئے ورنہ جواب سے معذور۔

رسید زر اخبار میں چہاپی جاوے گی۔ علیحدہ رسید نہ دی جاوے گی البتہ جو صاحب قادیان میں دستی قیمت دیں اون کو بہر حال رسید حاصل کرنی چاہیئے اگر دو ہفتہ تک رسید زر نہ چھپے تو خط لکھکر دریافت کرنا چاہیئے تمام ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر قادیان ضلع گورداسپور ہو۔ مینجر

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس مسیح موعود بیعت لیتے تھے ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے تھے اور طالب تکرار کرتا جاتا تھا۔ ۱ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ ۲ بار آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تہا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ ۱ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۲- رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔ اس کے بعد آپ مع حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی۔ مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ الفاظ بڑھا دیتے ہیں آج میں نورالدین کے ہاتھ پر ان تمام شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط سے مسیح موعود و مہدی معہود بیعت لیا کرتے تھے اور نیز اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن و احادیث صحیحہ کے پڑھنے سننے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرونگا۔ اور اشاعت اسلام میں جان و مال سے بقدر وسعت و طاقت کمربستہ رہونگا اور انتظام زکوٰۃ میں بہت احتیاط کرونگا اور باہمی اخوان میں رشتہ محبت کے قائم کرنے اور قائم رکھنے میں سعی کرونگا۔

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق مینجر مطبع و اخبار چھاپا گیا) (کتبہ محمد حسین عفی اللہ عنہ)

ضمیمہ تفسیر

گذشتہ اخبار اور اس اخبار کے ساتھ ضمیمہ تفسیر شائع نہیں ہو سکا۔ کیونکہ جلسہ کی تمام تقریرون کو جلدی سے ختم کرنا ضروری ہے اسیواسطے یہ اخبار ڈبل نکالا گیا ہے۔ ایسا ہی ایک دو اور پرچون کے ساتھ ضمیمہ تفسیر شامل نہ ہو سکیگا۔

ناصر وارڈ

احباب کو معلوم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ نے اسجگہ ایک مختصر سی ڈسپنسری بنائی ہوئی ہے۔ جسمین شیخ عبد اللہ صاحب کی مستقل خدمات کے علاوہ کوئی نہ کوئی اسسٹنٹ سرجن یا ہاسپٹل اسسٹنٹ بھی عموماً کام کرتا رہتا ہے چنانچہ ایک مدت سے خلیفہ رشید الدین صاحب اس کے انچارج ہین یہ شفاخانہ اگرچہ ابتدا مین طلبائے مدرسہ کے واسطے کھولا گیا تھا مگر رفتہ رفتہ اس سے مستفید ہونیوالے نہ صرف احمدی برادران قادیان ہین بلکہ یہان کے غیر احمدیون اور اہل ہنود کے علاوہ ارد گرد سے دور دور کے گاؤن کے رہنے والے ہر روز آتے اور اس سے فائدہ اُٹھاتے ہین صدر انجمن ایک مناسب مقدار دوائیون کی ہر سال اس کے واسطے مہیا کر دیتی ہے۔ غرض ہر طرح سے اس کا انتظام قابل تشفی ہے لیکن جس بات کی کمی اٹک ہے وہ یہ ہے کہ ڈسپنسری اور بالخصوص اندرون مریضون کیواسطے کوئی خاص مکان نہین ہے ڈسپنسری کیواسطے ایک کرایہ کا مکان لیا گیا ہے اور مریض عموماً۔۔ حضرت امیر المومنین مولوی حکیم نور الدین صاحب کے مکانون مین یا کرایہ کے مکانون مین رہتے ہین یا بعض مہمان خانہ مین یا بورڈنگ ہوس مین قیام کرتے ہین ایک دو دفعہ اس کے واسطے کچھ تحریک بھی ہوئی۔ مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ شکر ہے کہ اب خدا تعالیٰ نے اس امر کے واسطے حضرت میر ناصر نواب صاحب زاد مجدہٗ شرفہٗ کے دل مین ایک پُر زور تحریک ڈالی ہے کہ وہ قادیان اور گرد و نواح کے غریب بیمارون کے واسطے ایک ایسا مکان بنانے کے لئے چندہ جمع کرین جس مین ڈسپنسری کے ساتھ بیمارون کے واسطے بھی ایک وسیع ہال ہو۔ اس تحریک کی قدر سب سے اول حضرت امیر المومنین نے کی ہے۔ جنھون نے اپنی جیب خاص سے اس کام کے واسطے مبلغ یکصد روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے ایسا ہی اور بہت سے دوستون نے جو یہان ہین چندہ لکھایا ہے اور شہر کے ہندوؤن نے بھی چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ امید واثق ہے کہ گورنمنٹ بھی اس مین کافی امداد کرے گی اور گرد و نواح کے گاؤن بھی بخوشی اس چندہ مین شریک ہون گے۔ حضرت میر صاحب کا اندازہ ہے کہ اس کام کے واسطے مبلغ پانچ ہزار روپیہ سردست کافی ہو گا اور ان کی عقد ہمت کے آگے یہ کوئی بڑی بات نہین بلکہ امید ہے کہ اس سے زیادہ چندہ ہو جاویگا۔ تمام روپے بنام محاسب صدر انجمن قادیان آنا چاہیئے اور کوپن مین اس امر کا اظہار کر دیا جاوے کہ یہ روپیہ اس غرض کیواسطے ہے اگرچہ اس ہال اور اس کے متعلق شفاخانہ کی عمارت کے واسطے بزرگون نے کوئی نام سردست تجویز نہین فرمایا تاہم میرا خیال ہے کہ چونکہ میر صاحب کو اس کام کے واسطے خاص جوش خدا نے دیا ہے اس واسطے اگر اس کا نام۔۔

ناصر وارڈ

رکھا جاوے تو بہت موزون ہو گا اس کام مین نصرت آلہی کی ایک نیک فال ہی ہے بیرونی انجمنون کو چاہیئے۔ کہ کوشش کے ساتھ اس امر کے واسطے چندہ جمع کرین۔

چودہری رستم علی صاحب مرحوم

چودہری صاحب معصوف کے نام سے ہمارے مخلص احباب بخوبی واقف ہین۔ یہ عزیز وجود ۱۱ر جنوری ۱۹۰۹ء روز دوشنبہ کو صبح دس بجے کے قریب ہم سے ہمیشہ کے واسطے جدا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک دو ماہ سے چودہری صاحب موصوف پنشن لیکر قادیان کے مہاجرین مین شامل ہو چکے تھے۔ اور لنگر خانہ کا انتظام نہایت محنت اور کوشش سے کر رہے تھے خصوصاً ایام جلسہ مین ان کی جانفشانی اس حد تک پہونچی کہ اون کی جان ہی لے گئی۔ رات کو گیارہ بجے کے قریب سوتے پھر ایک دو بجے اٹھ بیٹھتے تھے ہر وقت لنگر خانہ مین ہی رہتے قاعدہ ہے کہ جوش کے وقت انسان کو محنت کی تکان محسوس نہین ہوتی۔ مگر بعد مین پتہ لگتا ہے بے وقت سونے اور بے وقت جاگنے اور ایک تنگ جگہ مین ہر وقت رہنے کے سبب چودہری صاحب کی ضعیف جان علیل ہو گئی۔ بخار اور پھر نمونیا ہوا۔ کوئی چھ روز کی علالت دیکھ کر راہی منزل بہشتی ہوئے۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ۔ چودہری صاحب خاموش طبیعت اور اخلاص سے بھرے ہوئے تھے۔ کسی کا دل دکھانا تو ان کی فطرت مین ہی نہ تھا اتنی لمبی ملازمت پولیس کی جس مین وہ کورٹ انسپکٹری کی اعلٰے تنخواہ پر پہونچے تھے اور پونے دو سو روپیہ ماہوار کی آمدنی تھی انہون نے ایک پیسہ کبھی جمع نہین کیا۔ نہایت تنگی کے ساتھ قوت لایموت پر گذارہ کر کے ساری تنخواہ اغراض سلسلہ حقہ پر خرچ کر دیتے تھے آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت ہی پُرانے دوستون مین سے تھے اور حضرت کو ان کے ساتھ خاص محبت تھی۔ چودہری صاحب موصوف کی کوئی اولاد نرینہ نہین صرف ایک لڑکی ہے۔

حضرت اقدس نے چودہری صاحب مرحوم کے متعلق ازالہ اوہام مین لکھا تھا۔

جبی فی اللہ منشی رستم علی ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے۔ یہ ایک جوان صالح اخلاص سے بھرا ہوا میرے اول درجہ کے دوستون مین سے ہے۔ ان کے چہرے پر ہی علامات غربت و بے نفسی و اخلاص ظاہر ہین کسی ابتلاء کے وقت مین نے اس دوست کو متزلزل نہین پایا اور جس روز سے ارادت کے ساتھ انہون نے میری طرف رجوع کیا اس ارادت مین قبض اور افسردگی نہین بلکہ روز افزون ہے۔ روپیہ چندہ اس سلسلہ کے لئے دیتے ہین۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء

تمام جماعت احمدیہ چودہری صاحب موصوف کا جنازہ غائب پڑھے۔

دعا مدد — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کے بعد گذارش ہے۔ کہ میرا لڑکا مسمی عبد الکریم نہایت سخت بیمار ہے۔ احباب اس کے لئے دعائے صحت فرماوین نہایت احسان ہو گا۔ محمد اسمٰعیل از ترگڑی

دہوتی تے ٹوپی — والی نظم جو حکیم احمد حسین صاحب نے جلسہ پر پڑہی تھی۔ اگلے اخبار کے ساتھ بطور ضمیمہ کے شائع ہو گی۔ قیمت فی پرچہ نصف پیسہ ہو گی۔ جو صاحب منگوانا چاہین وہ ٹکٹ بھیجدین۔ اخبار کے ساتھ روانہ ہو جاوے گی۔ آٹھ پرچون سے کم نہ بھیجے جاوین گے

وی پی آتے ہین احباب وصولی کیواسطے طیار رہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حُبّ
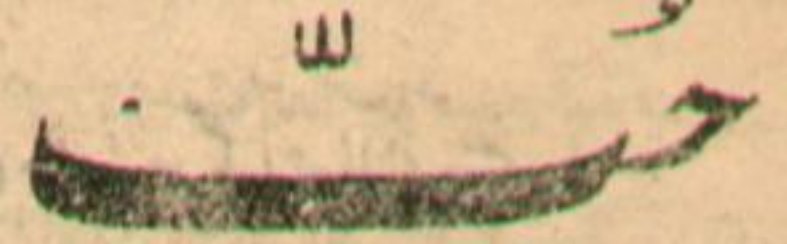
(جلسہ پر حضرت امیر المومنین کی دوسری تقریر جو کہ آپ نے ۲۸ دسمبر کو کی)

میں نے جو کچھ پہلے کہا تھا اس پر کچھ زیادہ کرنے کا وعدہ کیا تھا سو آج اس وعدہ کو پورا کرتا ہوں۔ میں نے پچھلی تقریر میں کلمہ سے بات کو شروع کیا تھا۔ اور بتایا تھا کہ انسان کو اجتماع کی ضرورت ہے توحید و رسالت پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ ہاں باپ اگر صلی دین تو آیندہ زندگی پر بہت اثر پڑتا ہے اسلام کی تعلیم کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ اللہ کو اپنا رب سمجھ کر اس پر استقامت اختیار کی جاوے اور ہر وقت اس کی عظمت و جلال کا اظہار کرتے رہیں۔ سب سے پہلے جو وحی جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اوس میں بھی یہی ہے کہ قرأ ربک کے نام سے پڑھ جس نے ایک ادنیٰ چیز سے انسان کو پیدا کر کر اس اعلیٰ مکان پر پہنچایا۔ پھر دوسری آیت ہے۔ یا ایھا المدثر قم فانذر۔ وربک فکبر۔ اس کی تعمیل دیکھو کہ پانچوں نمازوں میں کتنی بار اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔ پھر میں نے آپ کو ایمان کے معنے بتائے تھے۔ جنت کی حقیقت بتائی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ اور حفاظت حدود اللہ کا ذکر کیا اب کہہ سکتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اور کیا مضمون ہو سکتے ہیں مگر واقعی ایک مضمون ہے اور وہ مضمون حُبّ کا ہے۔

جب تک یہ حُبّ پیدا نہ ہو۔ نہ کفر پیدا ہوتا ہے نہ ایمان اگر حب ہوگی تو کلمہ کے ساتھ ہی ہوگی۔ اگر حب ہوگی۔ تو انبیاء کی ہم اتباع کریں گے۔ اور اولیاء کے پیچھے ...... چلیں گے۔ دوسری طرف بھی ایک حُبّ ہے جو کفار کی اتباع کراتی ہے حُبّ عربی زبان میں دل کے اندر کی توجہ کا نام ہے کسی چیز کی طرف جس سے ہم لذت حاصل کرنا چاہتے ہیں پس ایسی چیز کی طرف توجہ کرنے کا نام حُبّ ہے۔ جس سے ہم کوئی لذت حاصل کیا چاہیں۔

مُحِبّ ۔ ہوا وہ جو توجہ کرتا ہے۔ محبوب ہوا وہ جس کی طرف ہم توجہ کرنا چاہتے ہیں۔ حُبّ نام ہے کشش کا جو انسان کے اندر کھنچتی ہے۔ اور پھر وہی کشش مال۔ دولت اسباب وغیرہ متعلقات کس کی طرف کھینچتی ہے۔ محبوب وہ ہوتا کہ جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ لذت پیدا ہوگی۔ مُحِبّ وہ جس کے اندر یہ بات پیدا ہو۔

ہم لا الٰہ الا اللہ بھی کسی محبت کے ذریعے کہتے ہیں اگر حُبّ نہ ہوتی ہو۔ تو لا الٰہ الا اللہ کی توفیق نہ ملتی۔

حُبّ وہ ہے۔ جو مومن کو صدیقوں کے ساتھ ملا دیتی ہے۔ شہداء جو جان بکف خدا کی راہ میں پھرتے ہیں یہ بھی اسی حُبّ کی وجہ سے ہے۔ ایک صحابی نے پوچھا جنت کتنی دور ہے۔ جواب ملا ایک قدم۔ وہ کھجور کھا رہا تھا۔ پھینک دی اور کہا کہ اس کے کھانے میں دیر لگتی ہے۔ یہ بھی حُبّ ہی کا خاصہ ہے۔ اب یہ سوال ہے کہ

حُبّ پیدا کس طرح ہوتی ہے؟

حُبّ کے پیدا ہونے کے واسطے عجیب راہیں ہیں۔ جیسے سب علموں کے لئے پانچ راہیں ایسے ہی حُبّ کے لئے بھی پہلے اتنی ہی راہیں ہیں۔ پہلے۔ ایک حسین کو دیکھنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہ محبت بڑھتی جاتی ہے اور کچھ ایسا کیمیاوی اثر ہوتا ہے کہ پھر اس کے مقابلہ میں مال و دولت و عزت و جان و آبرو کی کچھ پروا نہیں کی جاتی۔ قرآن کریم نے بھی ایسی حُبّوں کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ایک حُبّ یوسف اور اوس کے آقا کے بیوی کے درمیان واقع ہوئی۔ غرض ایک ذریعہ آنکھ کا بھی ہے۔ سوہنی۔ مہینوال۔ مرزا۔ صاحبان کے قصے پنجاب میں بچہ بچہ جانتا ہے یہ سب حُبّ کے عجائبات ہیں۔ اور ان سے جو کچھ کرایا حُبّ نے کرایا۔

پھر حُبّ کان کے ذریعہ بھی پیدا ہوتی ہے پنڈدادنخان میں ایک ہندو مدرس تھے۔ اون کی راگ سے محبت تھی بڑے بڑے خطرناک موقعوں پر یہاں تک کہ افسر سامنے ہو راگ سنتے ہی بے اختیار دوڑے چلے جاتے تھے اور کچھ پروا نہ کرتے تھے۔

پھر ذائقہ کے متعلق حُبّ ہے۔ بعض لوگ کھانے پینے کی حُبّ میں ہزارہا روپے خرچ کر دیتے ہیں۔

پھر کپڑے پہننے کی حُبّ ہے۔ پھر ایک اور حُبّ ہے جسے شہوت کہتے ہیں۔ اس شہوت میں توغل سے کئی قومیں لاولد ہو گئیں۔ کئی قوموں کا ستیاناس ہو گیا۔ صرف ایک لذت کی حُبّ نے یہ دن دکھایا۔ میں بھی طبیب ہوں اس ملک میں کئی اسامی کی پچیس منٹ اوسط ہے صرف اتنے کے لئے کئی قطع نسل کر گئے۔ بہت سے امراء کا نام و نشان مٹ گیا۔ بہت سی جائدادیں ضائع ہو گئیں۔ جن پر لاکھوں کا گذارہ ہو سکتا تھا۔ کان۔ آنکھ۔ زبان۔ شہوت کا ذکر تو ہو لیا

میں نے ایسی مخلوق بھی دیکھی ہے جو ناک کے لئے بہت کچھ برباد کرتی ہے ناک کے ساتھ دو امور و البتہ میں ایک قوم خوشبو ۵۰ روپیہ تولہ عطر گلاب استعمال کرنیوالے تو میں نے بھی دیکھے ہیں۔ پھر جو خوشبو لگانیوالا تھا۔ وہ پہلے اپنے تمام کپڑوں کو اور پھر اوس کے متعلقین کو لگا لیتا تھا تاکہ ہاتھوں کی چکنائی اور عطر کی تیز بو وغیرہ دور ہو جاوے۔ پھر ایک اور امر ہے جیسے کہتے ہیں اگر یہ کام نہ کروں تو ناک کٹتی ہے یہ تمام قومی یا شخصی رسمیں ہیں اب تم نے دیکھ لیا کہ انسان حُبّ کے اندر کیا کچھ کرتا ہے۔ اور آنکھ کی ناک کی زبان کی اور شہوت کی حُبّ کے لئے کس کس قسم کے کام کرتا ہے کس قدر تباہیاں ہوتی ہیں ایک اور راہ باقی رہ گئی وہ مس کے متعلق ہے اسی حُبّ کے لئے قسم قسم کے لباس بنے ہیں۔ پھر شادیاں بھی اسی کے لئے ہیں۔ غریب سے غریب کیا کچھ خرچ کر ڈالتا ہے۔ یہ حُبّ وہ ہے جو میں ان پانچ حواسوں کے متعلق بیان کر چکا ہوں۔

اب اس کے آگے ایک اور حس ہے جو ان پانچوں کے اختلاط و کیمیاوی اثر سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام حسِّ مشترک ہے۔ جہاں یہ پانچوں حواس جمع ہوں ان حواسوں سے الگ ہو کر جو چیز یاد رکھتی ہے اوس کا نام خیال ہے۔ پھر اس سے بھی آگے ایک اور کارخانہ ہے جسے معانی کا عالم کہنا چاہیے۔ جو ہابیل کو دیکھتے ہی بہا گیا ہے۔ گویا اندر ہی اندر اوس کو ایک علم پہنچا تھا ہے کہ یہ میرے ساتھ کیا کریگی۔ شیروں اور بارہ سنگوں کو بھی تیز ایسا ہی پایا ہوا (بارہ سنگھا) کتنا ہی دوڑنے والا ہو اوس کے ہاتھ پاؤں کی سکت گرتی جاتی رہتی ہے۔

ایک قوت حافظہ ہے۔ پھر دماغ میں ہزاروں قسم کی ایسی سلوٹیں اور پیچ در پیچ مقامات اور اعصاب کے مرکز ہیں اتنا بڑا کارخانہ ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے انگریز سرخ چیز دیکھنے کے الگ پٹھے ہیں اور سبز دیکھنے کے الگ۔ کئی آدمی ہمارے پاس علاج کے لئے آتے ہیں جنہیں کوئی خاص رنگ نظر نہیں آتا۔ ایک آدمی تیز دوڑتا جاتا ہے پتھر آگے آتا ہے۔ تو معاً اوس کا پاؤں اس سے ہٹ جاتا ہے یہ سب محسوسات کا تماشہ ہے۔

خدا تعالیٰ سے جو فیضان آتے ہیں اون کو ڈاکٹر نہیں جانتے۔ کیونکہ اون کی نگاہ محسوسات سے آگے نہیں جاتی۔ صوفی لوگ اسے خوب سمجھتے ہیں ایک مرکز دماغ تک پہونچتی ہے اور ایک جناب الٰہی سے چلکر دل

دل پر پہونچتی ہے۔ قرآن اصل مرکز قوی کو بتاتا ہے چنانچہ ایک آیت ہے۔ اِلّا من اتی اللّٰہ بقلبٍ سلیم۔ اگرچہ دماغ کا ذکر بھی بعض وقت آجاتا ہے۔ جیسے افلا تعقلون۔

حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فقرہ فرمایا۔ حبب الی من دنیاکم ثلث۔ النساء والطیب وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ جناب الٰہی نے میرے دل میں محبت ڈالی ہے۔ میں آپ محبت نہیں کرتا۔ احببت نہیں فرمایا۔ میاں منظور محمد صاحب نے کل مجھ سے پوچھا تھا۔ کہ انسان کے لئے کوئی انتہا مدارج بھی ہے۔ میں نے کہا کہ صوفیاء نے اس امر پر بحث کی ہے۔ محبت کا سرچشمہ ہے ترقی کرنا۔ اولیاء میں ایک محبت ہوتی ہے۔ اس محبت کا غائت درجہ جناب الٰہی کا دیدار ہے۔ پس یہ لوگ تو وہاں تک تڑپتے ہیں کہ ان کو لقا ہو جائے۔ حضرت معروف کرخی کو کسی نے رویا میں دیکھا کہ وہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے ہیں پوچھا گیا اور خواہش نہیں کہا نہیں۔ وہ لوگ جو صوفیاء کی صحبت میں بیٹھے ہیں۔ وہ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ کے قائل ہیں یعنے النظر الی وجہ اللّٰہ یہ کہانی لقاء اللہ تک ختم ہو جاتی ہے۔ انبیاء میں عبودیت کی حُب بخشی گئی ہے۔ اس حُب کا محبوب اللہ ہے۔ پس جب تک اللہ ہے۔ اس وقت تک اسکی فرمانبرداری قائم ہے۔ جیسے اللہ لازوال ہے۔ اسی طرح اس کی عبودیت کا مرتبہ کسی طرح کبھی ختم نہیں ہوتا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالےٰ نے پوچھا تو کیا بننا چاہتا ہے فرمایا میں عبد بننا چاہتا ہوں۔ تین بار پوچھا یہی جواب دیا۔

غرض حُبّ کے بہت عجائبات ہیں۔ پہلا مرتبہ حواس خمسہ سے شروع ہوتا ہے۔ پھر حواس خمسہ باطنی۔ پھر قلب کے عجائبات ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میرے قلب میں محبت ڈالی گئی ہے۔ تین چیزوں کی۔ بیبیوں کی کیوں؟ یہ محبت کی جامع ہوتی ہیں۔ آنکھ بھی حظ اُٹھاتی ہے کان بھی۔ مس سے بھی لذّت حاصل ہوتی ہے۔ مراد نبوی نساء کی محبت سے یہ ہے۔ کہ حواس کے ذریعے جو کمالات انسانی ہیں ان سے مجھے متمتع کیا۔ پھر ان نساء میں ایک عارضی چیز بھی ہے ناک کے متعلق جو چیز ہے وہ عارضی ہے یعنی خوشبو پس فرمایا کہ جسمیں یہ وصف آتی ہیں اس سے محبت ہے مثلاً مشک یہ دماغ کے متعلق بات تھی۔ پھر روحانی محبت کا ذکر کیا۔ اور فرمایا۔ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ یعنے تمام ذائقے نماز کے اندر ہیں۔ حدیث میں ثلثٌ ہے حالانکہ عربی زبان میں جب مونث و مذکر کو جمع کرتے ہیں۔ تو غلبہ مذکر کو دیتے ہیں یہاں ثلث کہا۔ ثلثۃ نہیں فرمایا حالانکہ یہاں صرف طیب مذکر ہے۔ پھر یہ سوال ہے کہ نساء کو مقدم کیوں کیا گیا۔

صوفیانہ ذوق کی بات ہے اس کا سِر صوفیاء نے یہ لکھا ہے کہ سارا کارخانہ موقوف ہے اثر ڈالنے اور اثر لینے پر۔ جناب الٰہی نے اثر ڈالا۔ تو یہ کارخانہ دنیا کا ظاہر ہوا۔ بیوی بھی اثر قبول کرتی ہے پھر اس کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے انسان کو اس سے جامع کمالات ظاہر کیا ہے۔ نبی کریم کو اس کے علاوہ کچھ اور چیزیں بھی پسند تھیں۔ جنمیں سے ایک دودھ بھی تھا۔ جب آپ کسی سے دودھ لیتے تو فرماتے اللہ اس سے بڑھکر دے۔ اور اگر کوئی اور چیز کسی سے کھاتے تو فرماتے تھے اس میں برکت دے۔ مجھے ایک دفعہ خواب آیا۔ کہ آدھ پیالہ دودھ کا ہے۔ اور میرے ایک دوست نے جو مجھ سے ناراض تھے اُسے پی لیا۔ میں بخاری شریف پڑھایا کرتا تھا نصف باقی تھی کہ وہ ایک روز آئے بعض باتیں جو پسند آئیں تو بے اختیار کہہ اُٹھے کہ اب میں بھی پڑھوں گا۔ چنانچہ باقی نصف بخاری اونہوں نے مجھ سے پڑھی۔ معراج کے قصے میں بھی نبی کریم نے دودھ ہی پیا۔

غرض محبت ایک چیز ہے کہ آنکھ۔ زبان۔ لمس شہوت سے پیدا ہوتی ہے اب اس سے آگے چلیں۔ تو یہ بات کھلتی ہے کہ اگر یہ چیزیں دنیا میں موجود نہ ہوتیں۔ تو یہ محبوب اور یہ محب کہاں ہوتے۔ پس وجود جڑھ ہے تمام محبتوں کی۔ وجود میں جتنی ترقی ہو اتنی محبت میں ترقی ہوتی ہے۔ پھر دیکھو ایک عورت چڑیل کی شکل میں موجود ہے تو محبوب نہیں بدشکل انسان ہے تو موجود مگر محبوب نہیں۔

پس وجود کے ساتھ کمال بھی ضروری ہے جس قدر کمالات ہوں۔ کمالوں کے سبب محبوبیت میں بھی ترقی ہوتی جاتی ہے پس محبت کے لئے پہلے وجود کی ضرورت ہے تو پھر کمالات کی۔ وجود کے ساتھ جوں جوں کمالات بڑھتے جاتے ہیں۔ محبت ترقی کرتی جاتی ہے جہاں کمال پیدا ہوتا ہے محبت بھی جلوہ گر ہو جاتی ہے اب دیکھو کہ اگر اس کمال میں بقا نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ مثلاً آنکھ کے آگے کوئی چیز فوراً گذر جاوے تو وہ زیادہ پسندیدہ نہیں ہوتی بہ نسبت اس کے جو دیر تک سامنے رہے۔ پس وجود ہو۔ وجود کے ساتھ کمال ہو۔ کمال کے ساتھ بقا رہو۔ کہا جاسکتا ہے کہ پھر خودکشی کیوں کر لیتے ہیں۔ بعض لوگ کمال میں نقصان دیکھ کر گھبراتے ہیں۔ جب علاج نہیں ملتا تو یوں کرتے ہیں علاج ملتا تو یوں نہ کرتے۔ لوگ مال و دولت چاہتے ہیں یہ بھی دراصل محبوب کے لئے ہے۔ غرض جو کچھ ہے حسن و جمال کی خاطر ہے۔ جس کے سبب ہم ان چیزوں کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے آگے ایک اور چیز ہے۔ وہ

احسان

ہے۔ آنکھ نہ ہو۔ شنوائی نہ ہو۔ منہ کا مزہ نہ ہو۔ مگر احسان سے چیز محبوب ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر کے سامنے ایک مریض ہے اس کا مرض خطرناک ہے زخموں میں پیپ پڑ چکی ہے بدبو آتی ہے پر ایک مخفی چیز ہے۔ جو سب کام کراتی ہے۔ اور ڈاکٹر مریض سے محبت کرتا ہے۔ جبلت القلوب علی حُبّ من احسن الیہ

پس ایک ذریعہ حُبّ کا احسان بھی ہے بعض وقت ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا حسین ہے لیکن اگر کوئی کام بُرا کرے تو اچھا نہیں لگتا۔ احسان ایسی چیز ہے۔ جس سے بعض وقت فاسق و فاجر بھی محبوب حقیقی بن جاتا ہے۔ دوائی۔ کھانے پینے سے محبت بھی احسان کی ایک شاخ ہے۔ کہتے ہیں کہ دوائی بہت تیز تھی۔ لگتی رہی اوس نے درد پیدا کیا مگر اس نے اچھا کر دیا۔ ایک نابینا کو میں نے دیکھا کہ اسے کبوتر بازی کا شوق تھا۔ جب کبوتر اُڑتا۔ تو وہ دل ہی دل میں بہت خوش ہوتا۔ حالانکہ دیکھتا خاک بھی نہ تھا۔

پھر اس سے اُوپر ایک حب ایسی ہے کہ انسان اس کی وجہ بیان نہیں کر سکتا۔ ایک مثال یاد ہے ایک صاحب بنارس میں ایک لڑکے پہ عاشق تھے میرے ایک دوست نے کہا کہ ہم نے تو کوئی بنارس ایسا نہیں دیکھا۔ جس پہ تم عاشق ہو۔ خیر دس بارہ آدمی اسکو دیکھنے کے لئے گئے۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ شاید جن وجوہات سے میں اسے پیار کرتا ہوں ان کے نزدیک وہ کچھ بھی نہ ہوں۔ اس لئے اُس نے کہا کہ ٹھہرو میں دیکھ آؤں وہ مکان پر بھی ہے یا نہیں۔ آکر انکار کر دیا کہ وہ وہاں نہیں۔ خیر ہم اصل بات تاڑ گئے کہ محبت کی وجوہات ان کو معلوم نہیں۔ پس بعض وقت حُبّ لا مرہا ہوتی ہے۔ یوسف کی سورۃ بعض لوگ پڑھتے ہیں اور وجہ نہیں بتا سکتے۔ ابھی پچھلے دنوں میرے ایک دوست آئے تھے جو کانگڑہ میں رہتے ہیں مجھے کہنے لگے آپ کانگڑہ میں چلیں وہاں عجیب عجیب سینریاں ہیں۔ میں نے کہا کیا کیا سینری ہے بیان کرو۔ وہ کہنے لگے میں بیان نہیں کر سکتا۔

یہ محبوبات جو میں نے بیان کیں سب زوال پذیر ہیں۔ ایک شخص عورت کو بھگا کر لے جاتا ہے اوس وقت سمجھتا ہے کہ یہ میری دل کی خوشی کا موجب ہے۔ چند روز میں معلوم ہوا کہ اسے تو آتشک ہے۔ یا اسے کوئی چوٹ اتفاقی لگ گئی ہے۔ تو بس وہی محبوب وبال جان بن گئی۔ اور گھبرا کر کہتا ہے۔ کہ کسی طرح اس بلا سے چھوٹوں۔ دیکھو حُبّ تو تھی مگر معاً ضائع ہو گئی۔ تین

نے ایسے ایسے گرتے دیکھے ہین ۔ جن پر لوگ عاشق تھے جب اون کی آواز بیٹھ گئی ۔ تو پھر کوئی بھین پوچھتا بلکہ شیخ سعدی والا مصرعہ پڑہتے ہین ۔ ؎

پنبہ ام در گوش کن

غرض فانی چیزون کے ساتھہ محبت بھی عارضی ہوتی ہے ان تمام واقعات سے ایک اصل معلوم ہوگیا ۔ کہ کمال حسن ہو یا کمال احسان اس کے ساتھہ دوام ہو اور پھر لذت بھی آجاوے ۔ تو وہ محبوبیت کا ایک شان رکھتی ہے ۔

اس سے آگے بڑہو ایک اور باریک چیز ہے ۔ جو محبوبیت کی شان رکھتی ہے وہ ۔

علم

ہے ہم دیکھتے ہین ایک انسان کو علم کا ذوق ہے اب بی بی کہے کہ بیٹھو تو وہ کہتا ہے مجھے جانے دو ۔ ایک عالم ہے اس کا وعظ سنونگا ۔ تمہارا قادیان آنا بھی اسی کی ماتحت ہے ورنہ اس جاڑے مین اپنے گھر سے کون نکلتا ہے یہ علم ہی کا ذوق تہا ۔ صرف علم ہی کے سبب علم والے پسند آتے ہین ۔ ایک واعظ ہے سخت بدشکل منہہ مین دانت نہین ۔ مگر صرف ذوق علم کی وجہ سے وہ محبوب بن جاویگا اس سے یہ مسئلہ حل ہوا کہ

ایک محبوب پر دوسرا محبوب قربان کیا جاتا ہے

مکہ مین ایک کنچنی تہی ۔ ایک صحابی تہے ۔ زمانہ جاہلیت مین ان کا اس سے عشق کا معاملہ تہا ۔ جب صحابی مسلمان ہو گیا اور اس طرف گذرا تو وہ بولی کہ او جابر ! مین جانتی ہون ۔ جس غرض کے لیئے تو آیا ہے تہوڑی دیر کے لئے آجا ۔ جابر نے جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع کر دیا ہے اوس نے کہا کہ محمد فی مدینہ این ینظر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مدینہ مین ہے وہ کہان دیکھتا ہے ۔ جابر نے کیا اچھا جواب دیا ۔ ربہ ینظر ۔ اس پر رنڈی بولی کہ مخالفت کرو ۔ مین تمہین مشکلات مین ڈالونگی ۔ اوس نے کہا کچھہ پروا نہیں ۔ اگر ایک اعلیٰ محبوب کی خاطر یہ محبوب ناراض ہو جاویگا ۔ اس پر اس نے بلند آواز سے کہا کہ یہ تمہارے قیدیون کا پکڑنے والا ہے دیکھو صحابی نے ایک محبوب کو دوسرے محبوب پر قربان کر دیا ۔ اصل تو محبت تہی ۔ مگر ایک محبوب فانی تہا ۔

وطن بہی محبوب ۔ اولاد بہی محبوب ۔ بیویان بہی محبوب ۔ مگر پھر بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر صحابہ نے سب کو چھوڑ دیا یہ حب ہی کا کارخانہ تہا ۔ ایک دوسرے پر غالب آگئی اس محبت کے ذریعے بڑے بڑے سرچشمے بہے ہین حضرت صاحب سے تمہین محبت ہو ۔ پھر محمود سے محبت ہے پھر مجھ سے محبت ہے ۔ لیکن اگر کوئی امر مجھ سے خلاف شریعت سرزد ہو ۔ تو پھر تم کہہ دو گے کہ ہم تو اللہ کے لیے محبت کرتے ہین ۔

اب اس سے آگے بڑہو اور عام عالم کا نظارہ کرو کہ کس طرح

ایک کے لیئے دوسرا قربان ہوتا ہے

کفار ہی مین دیکھو پنجاب مین لاجپت ہے ۔ مرہٹون مین تلک بنگال مین چندر وغیرہ جن کے نام بہی مجھے نہین آتے یہ خاص خیال کے لوگون کے لئو محب ہین ان کے لیئے بعض ناعاقبت اندیش لوگون نے اپنی جانون کو خطرے مین ڈالدیا ہے وہ کہتے ہین کہ محبان ملک ہین بس ہم اپنی زندگیان ان پر قربان کر دیتے ہین ۔ دیکھو وجود چیز تہی محبت کی ۔ اس وجود کا بقا جبلتی محبت کی ۔ مگر اس سے بڑھ کر ایک محبوب خیال مین آیا تو اپنے وجود کا بقا چہوڑ دیا ۔ مجھ سے کسی نے پوچہا تہا کہ آپ کو مصلحین سے محبت ہے ۔ مین نے کہا ہان ۔ مگر مین ایک محبوب کو دوسرے پر قربان کرتا رہتا ہون ۔

مجھے کیشب چندر جی سے محبت ہے دیانند سے محبت ہے کیون ؟ کہ اونہون نے کئی لوگون کو بت پرستی سے نجات دی ایک شخص نے مجھ سے پوچہا کہ سر سید مرحوم سے بہی آپ کی محبت تہی ۔ مگر اس کے پاس آپ نہین گئے اور مرزا کے پاس ایسے گئے کہ اسی کے ہو رہے ۔ مین نے کہا کہ محبوب تو سب ہین مگر مین ایک محبوب کو دوسرے پر قربان کر دیا کرتا ہون تم جانتے ہو کہ مجھے قرآن شریف سے محبت ہے اس مین لکھا ہے

کذالک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا

یعنی بڑے بڑے آدمی راستبازون سے محبت نہین کرتے بلکہ وہ اون سے قطع تعلق کرنیوالے ہوتے ہین اب مین دیکھتا ہون کہ حضرت صاحب کے ساتھہ کسی بڑے آدمی نے تعلق ارادت قائم نہین کیا ۔ حالانکہ دیانند ۔ سرسید وغیرہ کے کئی پیرو بڑے بڑے آدمی ہین ۔ ایک دوست نے مجھ سے پوچہا تہا کہ بڑے کا معیار کیا ہے ۔ مین نے کہا یہ تو ذوق کی بات ہے اس نے کہا کہ نواب صاحب مرزا کے مرید ہین ۔ مین نے کہا کہ تم نہین جانتے یہ مالیرکوٹلہ کے نواب نہین بلکہ یہ خان ہین ۔ خیر یہ سلسلہ لمبا ہے آنکھ کے محبوب بہی محبوب ہوتے ہین کان کے بہی ۔ لمس و شہوت کے بہی ۔ مگر یہ سب علم کے سامنے قربان کر دئے جاتے ہین ۔ اس قربانی کے عجیب تماشے مین نے دیکھے ابہی میان شریف کی انگلی اڑ گئی اوپر کا حصہ زخمی تہا ۔ مگر انگلی کا نچلا حصہ بہت عزیز تہا ۔ اس لیئے درمیانی پور کا ایک حصہ کاٹنا پڑا ۔ پھر محرم مین اس کے کرشمے دیکھو ۔ یزید قریشی بہی ہے ۔ اولاد صحابہ سے ہے ۔ دنیاوی جاہ و جلال بہی اسمین موجود ہے اسلامی سلطنت کا بادشاہ بہی ہوا ۔ مگر امام حسین سے اس نے بدمعاملگی جو کی ۔ تو امام حسین کے سامنے اس کا نام تک گوارا نہین ۔ گویا

دین بہی حب کا سرچشمہ ہے

مگر دین کا منبع ہے علم و قدرت ۔ اب ایک عالم اگر پاگل ہو جاوے تو کہتے ہین عالم تہا مگر پاگل ہو گیا ۔ خلاصہ کیا ہوا ؟

انسان اپنی جان سے پیار کرتا ہو اپنے بقا کو پیار کرتا ہے پھر صحت سے پیار کرتا ہے پھر سلامتی سے پیار کرتا ہے پھر اس پیار کو حسن کے سامنے قربان کر دیتا ہے ۔ پھر حسن و احسان کو کامل دیندار کے سامنے ہیچ جانتا ہے ۔ پھر کامل دیندار کی عقل جاتی رہے ۔ تو اس سے اعلم پر اسکی محبت چھوڑ دیتا ہے ۔

مگر اب مین پوچہتا ہون کہ ان حسینون کے حسن کو کون قائم رکھتا ہے اور محسنون کو وہ چیزین کون دیتا ہے جس سے وہ احسان کرتے ہین ۔ علم و دین و قدرت کا سرچشمہ کون ہے ۔ میرے عزیزو ! ایک وراء الوریٰ ذات ہے ۔

جو ان تمام صفات کاملہ کی جامع ہے ۔ جو کسی کے لئے محبوب بننے کے لئے مقرر کی جاسکتی ہین ۔ وہ ایسا وجود ہے جسمین بقا بہی ہے کمال حسن بہی ہے ۔ کمال احسان بہی ہو وہ علم کے لحاظ سے بکل شیئ علیم ہے اس کے سامنے کسی نبی یا ولی کے علم کی کیا ہستی ہو سکتی ہے اور کسی کی شجاعت کیا ہے ؟

ہم اندہیرے مین ہوتے ہین تو گہبراتے ہین اس وقت روشنی محبوب ہوتی ہے مگر روشنی کو کس نے بنایا ۔ محسن سے ہم محبت رکھتے ہین مگر محسنون کو کس نے بنایا ۔ پھر محبوبون کو کس نے بنایا ۔ اور محبوبون کو حسن دینے والا کون ہے ۔ پھر اس کیساتھ کئی قسم کے ایسے نقص لگے ہین ۔ کہ خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ سب محبوبیتین باطل ہین

عیبون سے پاک جو محبوب ہے وہ اللہ ہے

حسن مین کامل احسان مین کامل ۔ مخفی در مخفی رازون مین کامل ۔ حی و قیوم ہونے مین کامل ۔ جیسے وہ منزہ ہے ایسے ہی جو اس کے نزدیک ہوئے جاتے ہین وہ بہی منزہ ہوتے جاتے ہین ۔

اب سوچو کہ حب اگر کوئی چیز ہے تو اللہ سے کیسی محبت ہونی چاہیئے ۔ جس قدر کام ہین جناب الٰہی کی رحمانیت سے شروع ہوتے ہین اور رحمانیت پر ہی ختم ہوتے ہین ۔ درمیان مین

رحمیت آجاتی ہے۔ آنکھ۔ موہنہ۔ ناک۔ کان۔ ہاتھ پاؤن دئے اور پہر کہا کہ آنکھون سے دیکھو۔ ہاتھون سے کام کرو پاؤن سے چلو۔

مرزا صاحب مین ایک محبوبیت تہی اسی لئے ہم نے اپنے اپنے وطن چھوڑے۔ لیکن جب وہ فوت ہوئے۔ تو پھر ہمین اسی لا الہ الا اللہ کی طرف متوجہ کیا۔ اور پہر اپنی محبت کا ایک گُر بتایا ہے۔ کہ اگر تم اللہ کو محبوب بنانا چاہتے ہو۔ تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کرو یہ ایک مجرب نسخہ ہے۔ بتلانے والا پہلے اپنے پر آزماتا ہے اوس نے ایک راہ پر قدم مارا۔ اور اللہ کا حبیب بن گیا پس اسی طرح جو اللہ کو محبوب بنانا چاہے وہ اب اس راہ سے آئے۔ جس سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے۔

محبت کے لئے ایک مناسبت ہی ہوتی ہے۔

ہیر بڑی مشہور ہے مگر کیا رانجھے کے سوا اسے کوئی دیکھنے والا نہ تھا۔ ضرور تہا۔ پھر بھی ہیر کو چاہنے والا صرف رانجھا ہوا اور انہی کا آپس مین عشق ہوا یہ ایک راز ہے جو طبعی صحبت کو چاہتا ہے ہمارے ایک لاہوری دوست ایک صاحب کو یہان صرف اس لئے لائے کہ تم مرزا صاحب کی شکل دیکھ لو۔ پھر جو جی چاہے کہنا۔ اس نے اپنے ذوق کی بات کہی۔ وہ یہی سمجھتا تہا کہ بس مرزا کی شکل ہی ایمان لانے کے لئے کافی ہے مگر جب وہ اسے یہان لایا اور پھر واپس جا کر پوچھا۔ کہ کیون دیکھا تو اوس نے کہا۔ ہان مین نے دیکھا اور پگڑی باندھنے کی طرز پر اعتراض کیا پس محبت کا راز مخفی ہے۔ بعض وقت لوگ ہاتھ چومتے ہین قدم چومتے ہین۔ وجہ پوچھو۔ تو نہیں بتا سکتے۔ پس حُبّ امر مخفی کے لئے ہی ہوتی ہے قرآن کریم نے بہی یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔ مگر مسئلہ دقیق ہے اس لئے طرز بیان بہی بہت دقیق ہے۔

واذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین اے فرشتو! ہم نے آدم بنایا۔ یہ ایک معمولی چیز ہے۔ مگر جب اوس مین اپنی روح ڈالون گا۔ تو پھر تم سب گر جاؤ گے پھر حدیث مین ہے۔ کہ خدا .. قیامت کے دن بعض لوگون سے کہیگا۔

مرضت فلم تعدنی۔ مین مریض ہوا اور تو نے میری عبادت نہ کی۔ لوگ حیران ہون گے۔ کہ خدا کب مریض ہوا دیکھو یہ ایک مخفی راز ایک بندے کے ساتھ تہا کہ گویا اس کا پوچہنا خدا کا پوچہنا تہا۔ اس کو کپڑے پہنانا گویا خدا کو کپڑے پہنانا تہا۔ سمجھ دیکھو۔ کہ جب آنکھین چار ہوتی ہین محبت آ ہی جاتی ہے۔ یہ ایک کیمیاوی اثر ہے جو بیان سے باہر ہے۔

اس سے تم سمجھ کہ جس کے دل مین یہ کلمہ پیدا ہوا۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ اس نے پہلے دنیا کے تمام محبوبون پر نظر کی تو جانا۔ کہ ان دنیا کی چیزون کی محبوبیت اصلی نہیں۔ لازوال ہستی جو سب محبوبون کی محبوب ہے۔ وہ ایک ہی ہے۔ آخر اس کے موہنہ سے بلا اختیار نکلا۔ لا الہ الا اللہ۔ اور ساری محبتین ناقص ایک اللہ کی محبت کامل ہے۔

محبت کے بھی کئی مراتب ہین ایک تمثیل سنو!

ایک شخص ریگستان مین ہے اور گرم ہوا چل رہی ہے اور سخت دھوپ ہے۔ اسے ایک درخت نظر آتا ہے۔ دوڑ کر اس تک پہونچتا ہے۔ وہان ٹھہرتا ہے۔ تو اسے ایک اور درخت نظر آتا ہے یہان اکیلے جی گھبرایا اور وہان ایک آدمی اسے نظر آتا ہے۔ تو وہ دوڑا دوڑا وہان پہونچتا ہے جا کر اوسے پوچھتا ہے۔ تم کون ہو۔ وہ کہتا ہے مین تو دہریہ ہون خیر وہان ٹھہر جاتا ہے۔ کہ آخر آدمی تو ہے۔ لیکن اوسے ایک اور درخت نظر آتا ہے اس کے نیچے ایک آدمی نظر آیا تو اس کی طرف گیا کہ اس دہریہ سے نجات پاؤن وہان جا کر اسے پوچھا تم کون ہو وہ بولا مین تو آریہ ہون اس پر وہ شکر کرتا ہے۔ کہ خدا کو تو مانتا ہے۔ لیکن اسے ایک اور درخت نظر آیا۔ اس کی طرف گیا کہ شاید اس کے نیچے جو آدمی ہے وہ اس سے اچھا ہو۔ وہان پہونچا اور اوس سے پوچھا تو اوس نے کہا کہ مین یہودی ہون بارے تسلی ہوئی۔ کہ آخر خدا اور پیغمبر کو ماننے والا تو ہے۔ لیکن اسے ایک اور درخت نظر پڑا۔ یہودی سے نفرت کر کے وہ آگے چلا وہان جا کر جس کے پاس بیٹھا اوس نے جواب دیا مین مسلمان ہون لیکن ساتھ ہی کہدیا شیعہ ہون۔ خیر کچھ تسلی ہوئی کہ آخر جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تو مانتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ اس درخت کے نیچے کون ہے جا کر معلوم ہوا سُنی ہے پھر سُنی بہی حنفی۔ اس سے آگے چلا تو درخت کے نیچے چند شخصون کو پایا۔ پوچھا تم کون ہو انہون نے کہا ہم مسلمان ہین لوگ ہمین مرزائی کہتے ہین۔ اس سے یہ بات نکلی کہ حُبّ مین مراتب ہوتے ہین اور فطرتاً ادنےٰ کو اعلیٰ پر قربان کرتے رہتے ہین اور یہ واقعی بات ہے کہ جون جون کسی کو منزہ پاتے ہین اس سے محبت کے تعلقات بڑھتے جاتے ہین۔ مین نے اس حب کے عجیب در عجیب مراتب دیکھے ہین اور آخیر مین

اس نتیجہ پر پہونچا ہون

کہ اللہ کی ذات سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں۔ محبوبیت مین قربانیان ہوتی رہتی ہین۔ دیکھو آم کا درخت ہے۔ اس مین پہر اتنا پہول لگتا ہے کہ اگر سارے پہل بن جاوین تو درخت جڑ سے گر پڑے۔ مگر پہلے جھکڑ چلتے ہین۔ ہزار ہا پہول تو اس طرح ضائع ہوتے ہین۔ پھر انبیان لگتی ہین۔ تو اس کے ساتھ جانور آجاتے ہین۔ جو کئی انبیان کہا جاتے ہین۔ پھر کچھ چٹنی اور اچہور پہ خرچ ہوتی ہین۔ کچھ اچار کے کام آتے ہین پھر جو باقی بچتے ہین وہ پکتے ہین۔ یہ سب کا تماشہ دیکھو۔ پہول کے آم چاہتے تہے۔ ہم ہی ہم رہ جاوین پر نتیجہ کچھ اور نکلا انگریزی پڑہا ہوا چاہتا ہے تمام مشرق سے مغرب تک انگریزی ہو جاوے۔ عربی جاننے والے کہتے ہین کہ عربی ہی عربی ہو جاوے۔ پہ مجھے خوشی ہوتی ہے کہ لوگ اپنے اپنے محبوبات کے لئے جوش دکھلاتے ہین۔ جب تک ہر ایک کو اپنے مذاق کے لحاظ سے جوش نہ ہوگا۔ کامیاب نہ ہون گے۔

مجھ سے ایک اوستاد نے پوچھا طب کتنی پڑھ ہوگے تو مین نے کہا۔ مجھے افلاطون بنا دو۔ اُس نے کہا اچھا کچھ تو ضرور پڑہ ہوگے کیونکہ جس کا ارادہ افلاطون بننے کا ہو وہ گرتا گرتا بہی کہین جا کے گریگا۔ اگر کہتا مین نے نفیسی پڑہنی ہے تو تو رستے ہی مین رہ جاتا .... جب مین مباحثات سنتا ہون کہ ایک انگریزی کا طالب ہے دوسرا عربی کا۔ تو مین اس اختلاف سے بہت لطف اُٹھاتا ہون۔

ایک صاحب کہتے ہین انجمن ضعفا ہی کی ترقی ہو دوسرے فرماتے ہین یہ امر صدر انجمن کے چندون مین ہارج ہوگا۔ مین کہتا ہون صدر انجمن کو ایسا سمجھو جیسا کہ کوئی مہمان ہوتا ہے مہمان کے واسطے کہانا پکایا جاتا ہے۔ تو کچھ سوالی کو بہی دے ہی دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہی امر کامیابی کی جڑ ہے۔ کہ ہر ایک اپنے محبوب کے لئے زور لگائے

السابقون السابقون اولئک المقربون

میرے نزدیک ہر ایک کے اندر ایک جوش ہونا چاہیئے اپنی طرف سے اپنی بات کو پورا کرنے کے لئے اتنا زور لگاؤ۔ کہ گویا اپنے مخالف کو کچل ہی ڈالوگے۔ کھیت مین باجرے کے دانے کتنے ہوتے ہین۔ اگر سب کے سب بوئے جاوین تو ساری زمین ان کے ہی لئے رہ جاوے مگر قانون قدرت قدر مناسب

کو رہنے دیتا ہے اسی طرح یہان کئی کارخانے ہین تبدر ہے الحکم ہے۔ ریویو آف ریلیجنز ہے۔ مقبرہ بہشتی ہے صدر انجمن کی مختلف مدات ہین۔ مدرسہ۔ لنگر۔ وغیرہ۔ انجمن ضعفاء۔ کوئی صرف انگریزی پڑہانا چاہتا ہے۔ کوئی عربی۔ مین کہتا ہون سب اپنے اپنے ذوق کے مطابق کامون کے لئے زور لگاؤ۔ کیونکہ سب اللہ کے لئے ہین۔ باقی رہی حد بندی وہ خود خدا کرلیگا۔ ہر ایک اپنے ذوق سے مجبور ہے اور یہ سب حُبّ کے تماشے ہین۔ خالد بن ولید سے کوئی حدیث مروی نہین ہان ابوہریرہ کا نام بار بار آتا ہے۔ لیکن اگر کوئی لڑائیون کا قصہ شروع ہو۔ تو پھر ابوہریرہ کا نام تک نہ آئیگا۔

مجھے اسی حُبّ کے مسئلہ نے مرزا تک پہونچایا۔ پس مین چاہتا ہون کہ حُبّ کے لئے واعظ پیدا ہون۔ ہمارے مفتی محمد صادق صاحب کو بھی تم سے محبت ہے۔ وہ اس وقت مجھ سے سفارش کرتے ہین۔ کہ مین آپ کو دعا سکھاؤن۔ جس سے حب پیدا ہوتی ہے۔

وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ

اے اللہ مین مانگتا ہون تجھ سے تیری محبت اور اسکی محبت جو

یُحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ۔

تجھ سے محبت رکھے اور وہ کام جو پہونچاوے مجکو تیری محبت تک۔

انجمن ضعفاء کیسی ہونی چاہیے

اس وقت سے دو منٹ پہلے کبھی میرے واہمہ مین بھی یہ بات نہین گذری کہ مین اس مضمون کے متعلق کچھ لکھون گا۔ مگر ایک یکدم الہی تحریک نے مجھے مجبور کردیا ہے کہ مین اسپر کچھ لکھون۔ سیدی مولائی حضرت مسیح الثقلین کے وصال کے بعد مین دیکھتا ہون کہ چند بزرگان قوم نے خصوصیت سے اپنے مین تبدیلی پیدا کی ہے۔ تبدیلی سے میری مراد یہ ہے کہ وہ زیادہ پُرجوش روح سے کام کرنے لگے ہین ان مین سب سے اول تو ہمارے موجودہ امیر ہین یعنی علامہ نور الدین ہر چند کہ آپکے اخلاق کریمانہ کے پہلے ہی دوست و دشمن مداح تہے۔ مگر اب آپ اپنی جماعت کے دکھ درد مین کچھ ایسے شریک ہوتے ہین کہ یہی معلوم ہوتا ہے یہ تکلیف خود انہی کو پہونچی ہے۔ پھر نام بنام ہر ایک کی خبرگیری اور امداد اور تڑپ تڑپ کر دردمند دل سے دعا تو آپ کی زندگی کی ایک جزو لاینفک ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسکی جزائے خیر دے۔ پھر مین اپنے معزز و مکرم مہربان خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ کے حالات پر غور کرتا ہون تو حیران رہ جاتا ہون آپنے مسیح کی وفات کے بعد مہدی کی جماعت کی اشاعت کے لئے اپنے جان و مال کو خرچ کرنا اپنا اعلیٰ فرض قرار دیا ہے پیغام صلح وکرشن اوتار دس ہزار کے قریب مفت شائع کرنا کچھ کم قربانی نہین پھر آپ ایک اور مفید تصنیف مین مشغول ہین۔ جو کسر صلیب مین کاری حربہ انشاء اللہ ثابت ہوگی۔ غرض مین نے ان کی باتون سے اور ان کے نشست و برخاست سے یہ یقین حاصل کیا کہ اُٹھتے بیٹھتے جاگتے سوتے اس مبارک بزرگ کو دین احمدؐ کی اشاعت کی ایک تڑپ لگی ہوئی ہے خدا کرے یہ رُوح ہم سب مین پیدا ہو۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی چند ایک اشتہارات شائع کرچکے ہین اور وہ بھی اپنے اوقات گرامی کا بہت حصہ اس مین خرچ کرتے ہین مین صاحبزادہ میرزا محمود احمدؐ کے عادات و اخلاق و طرز کلام مین بھی اب اپنے پیارے آقا کا ایک خاص جلوہ دیکھتا ہون۔ پھر میر ناصر نواب صاحب قبلہ ہین۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مرفوع ہونے کے بعد آپکے دل مین یہ مبارک خیال آیا کہ ایک مجلس الضعفاء بنائی جاوے۔ جس کا مقصد آپس مین ہمدردی اور محبت کا بڑہانا اور قدرت ثانی کے ظہور کے لئے دعائین کرنا۔ اور غریبون مریضون کی خبرگیری وغیرہ ہو۔ قرآن مجید مین آیا ہے۔ کہ خلق الانسان ضعیفا یعنی انسان ضعیف مخلوق ہے اس لحاظ سے یہ نام نہایت ہی اسم بامسمّی نام ہے کیونکہ انسان خواہ کتنا دولتمند ہو کتنی اعلیٰ حیثیت کا ہو۔ قوی الجثہ قوی الہضم ہو مگر آخر ضعیف ہے اور ضعیف کے کام نہین چل سکتے۔ جب تک کوئی اس کا ہمدرد و معاون نہ ہو آپنے حضرت اقدسؑ کے ارشاد کے ماتحت قدرت ثانی کے ظہور کے لئے صبح و شام اپنے احباب یا مجلس کے ممبرون کے ساتھ دعا مانگنے کا التزام کیا۔ پھر تحابب بڑہانے کے لئے یہ مبارک تجویز کی کہ سب ممبران مجلس ضعفاء ہر جمعہ ایک جگہ مل کر کھانا کھائین اپنا اپنا کھانا گھر سے لے آتے اور ایک جگہ بیٹھ کر بہت بے تکلفی کے ساتھ مل ملا کر کھالیا امیر و غریب کا ایک پلیٹ فارم پر بیٹھ کر اس طرح کھانا بھی عجیب پرلطف کھانا ہے۔ پھر اس مجلس نے کئی غریبون کو جاڑے کا سامان بنا دیا۔ اس کے علاوہ صابون خوشبو وغیرہ بھی مہیا کی جاتی ہے ایک دوسرے کی دعوتین اور بہی ہوا کرتی ہین۔ السلام علیکم (کہ وہ بھی محبت بڑہانے کا ذریعہ ہے) کا افشا کرتے ہین۔ کچھ چھوٹے چھوٹے رسالے شائع کرنے کی بھی تیاریان ہورہی ہین۔ یہ تجویز ایک ایسی مبارک و مفید تجویز ہے کہ مین چاہتا ہون جہان جہان ہماری جماعتین ہین وہ اس اسوہ حسنہ کی پیروی کرین اور ضرور قدرت ثانی کے ظہور کیواسطے مل کر دعائین کرنے اور امیر و غریب کے ہفتہ عشرہ مین ایکبار مل کر کھانا کھانے اور دین اللہ کی اشاعت کے لئے ہمہ تن ساعی ہونے اور اپنے تئین اخلاق فاضلہ کا اعلیٰ نمونہ بنانے مین سعی بلیغ فرماوین۔ ہان یہ خیال رہے کہ اصل غرض ہمیشہ مد نظر رہے ایسا نہ ہو کہ مل کر کھانا کھانے کی جو اصل غرض ہے اسے بھول کر ہم دعوتین اڑانے اور ہر ہفتہ ایک نئی چیز پکوا کر کھانے کی فکر مین لگ جاوین ہر ایک امر پہلے تکلفات سے شروع ہوتا ہے اس لئے اگر ابتدا مین کوئی وقت مقرر کرلیا جاوے تو حرج نہین مگر آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے یہان تک پہنچنا چاہیئے کہ اضطراری طور سے اپنا کھانا کسی دوسرے بھائی کے آگے رکھ دینے کے عادی ہو جاوین اور بجائے اس کے کہ نوٹس لگا کر اطلاع دیجاوے ایک بھائی اگر کوئی مزیدار چیز کہارہا ہے۔ تو اوس کے دل مین تڑپ پیدا ہو۔ کہ مین اپنے دوسرے بھائی کو بھی اس سے حصہ دون اور وہ بے اختیار اپنے گھر سے دوڑ پڑا ہو۔ اب آگے کیا دیکھتا ہے کہ دوسرا بھائی اپنا کوئی تحفہ لئے اس کی طرف آرہا ہے اور یہ عالم خیال کی باتین نہین بلکہ خود اس عاجز پر یہ واقعات گذرے ہین۔ میرے ایک دوست نے مکان پر ایک چیز مین کہا رہا تہا جب مجھے بہت لطیف معلوم ہوئی تو مین اسے لیکر بے اختیار چل دیا۔ کیا دیکھتا ہون کہ میرا محبّ میری طرف شوق سے ایک چیز لئے آرہا ہے یہ ہے اصل دعوت۔ کہ ایک برقی رو آپس مین چلتی ہے ہم لاہور مین ہون یا نعلین مین ہون مگر ہمارے دل ایک دوسرے سے متحد ہون۔ رنج و راحت مین شریک ہون صرف کہانے کے وقت ہی پانچون انگلیون کی طرح جمع نہ ہون۔ بلکہ ہر وقت بمنزلہ ایک کے ہون۔ جس قدر . . . . بدعادت حسنہ دنیا مین پہیلی ہین ان کو اکثر

اکثر حصہ کسی بزرگ کے نیک خیال پر مبنی تھا مگر جاہلوں نے اصل غرض کو بھلا دیا۔ میں اکثر خیال کیا کرتا ہوں کہ پیر گیلانی کی گیارہویں جو ہے یہ بھی دراصل ایک دن دعوت کا مقرر تھا یا خیرات کا۔ لیکن بعد میں سمجھنے والوں نے کچھ اور ہی سمجھ لیا۔ اب وہی روٹی ہے۔ جو محض ایک لفظ کے پھیر سے حلال سے حرام ہو جاتی ہے۔ مردہ کو کھانے دکپڑے کا ثواب پہنچ جاتا ہے اور اوس کے لئے تیجا۔ چہلم وغیرہ جو مقرر ہیں وہ کسی بزرگ نے پابندی وسہولت کے لئے مقرر کر دئے اور قرآن جو اس پر پڑھا جاتا ہے یہ بھی شاید اتفاقیہ ہو مثلاً کوئی بزرگ آیا اور اوس نے کھانے سے پہلے کچھ کلام اللہ بطور وعظ یا تبرک سنا دیا۔ لیکن اب ملاں اس کو فرض سمجھے بیٹھے ہیں جب تک درود نہ پڑھ لیں کھانا ہی جائز نہیں۔ اسقاط بھی اسی طرح شروع ہوئی ہوگی۔ کہ یہ ایک خیرات تھی جو مردہ کے دفن کی وقت کی جاتی۔ جمعرات کی روٹیاں یہ سب ملاں کے لئے وجہ معاش نہیں مگر آہستہ آہستہ کچھ اور ہی صورت بن گئی اب ہماری پوزیشن بہت نازک ہے۔ آئندہ آنے والی قومیں ہمارے ایک قول وفعل کی اقتدا کرنے والی ہوں گی

پس ضرور ہے کہ ہم سمجھ سمجھ کر قدم رکھیں کچھ ضرور نہیں کہ ہم مل کر کھانا کھانے کے لئے ایک دن مقرر کر دیں۔ یہ ٹھیک نہیں کہ ہم دعا کے لئے دو وقت خصوصیت سے مقرر کر دیں بلکہ کبھی ظہر کو کر لیں کبھی عصر کو کبھی درس کے بعد۔ موجودہ صورت حالات میں یہ باتیں معمولی معلوم ہوتی ہیں مگر کسی آنیوالے زمانہ میں ان سے غلط فہمی کا احتمال کیا مجھے تو یقین ہے۔ پھر مریضوں کی تیمارداری غریبوں سے ہمدردی۔ اور ضعیفوں کی امداد یہ سب افعال ہم سے اس طور پر ہی صادر نہیں ہونے چاہئیں۔ کہ ہم کسی مجلس کے ممبر ہیں بلکہ دل میں بھی تڑپ ہونی چاہیئے۔ کوئی ضروری نہیں کہ ہم کسی بیمار کی خبر لینے جاویں۔ تو ساتھ ایک جماعت لیتے جائیں بلکہ ایک جوش اخلاص ہو جو اکیلے اکیلے ہمیں لے جاوے اور بجائے زبانی جمع خرچ کے ہم عملاً اس مریض کے لئے مفید ثابت ہوں یہ سب باتیں اسلام میں موجود ہیں۔ صحابہ کرام کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے پس کسی مجلس کا انعقاد اگر ہو بھی تو بطور یاددہانی وتحریک نہ اس لئے کہ ایک ہماری جماعت میں سے چند افراد ایسے ہیں۔ جو یہ کام کرتے ہیں اور دوسروں کا فرض یہ نہیں یہ ایک قلبی جوش تھا جس نے اضطراری طور پر مجھ سے چند سطور لکھوا دیں۔ وما ادید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ۔ اے میرے قادر توانا۔ خدا۔ تو ہم ضعیفوں کو روح القدس کی قوت سے تقویت دے۔ ہم میں قدرت ثانی کا نزول فرما۔ ہم میں باہمی محبت وہمدردی پیدا کر۔ ہم ایک دوسرے کے ایسے بھائی ہو جاویں کہ من تو شدم تو من شدی تاکس نگوید بعد ازیں تو دیگری من دیگرم۔ اس کے درجہ پر پہونچ جاویں۔ ہم خدا کی روح سے معمور ہو کر اس کے کلمہ کے اعلاء کے لئے ہمہ تن کوشش کریں۔ (اکمل)

۳ جنوری ۱۹۰۹ء

مدرسہ عربیہ

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار بدر۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کانفرنس انجمنہائے احمدیہ میں مدرسہ عربی کے متعلق کسی قدر بحث ہوئی تھی مگر مجلس معتمدین نے اس بحث کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے یہ ضروری سمجھا ہے کہ کوئی سکیم خود تجویز کرنے سے پہلے اہل الرائے احباب سے اس کے متعلق مشورہ طلب کیا جاوے۔ ذیل میں مجلس کا اصل رزولیوشن جملہ احباب کی خدمت میں پیش کر کے التماس کیا جاتا ہے۔ کہ جو احباب اس بارہ میں کوئی مشورہ دینا پسند کریں۔ وہ ۸ فروری سے پہلے پہلے ایسا مشورہ دیکر ممنون فرماویں۔ اس قدر اور عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ جو اہل الرائے احباب کچھ بھی دلچسپی ان معاملات سے رکھتے ہیں وہ اپنے مشورہ سے ضرور مجلس کو مستفید فرماویں کیونکہ مختلف رائوں سے امید ہے کہ مجلس ایک عمدہ نتیجہ پر پہونچ سکے گی۔ جہاں جہاں بڑی بڑی انجمنیں ہیں اگر وہ اپنی اہل الرائے اور تعلیمی معاملات میں دلچسپی لینے والے احباب کی ایک ایک سب کمیٹی مقرر کر کے اس کے سپرد یہ کام کر دیں۔ تو غالباً زیادہ مفید ہوگا بہرحال ۸ فروری سے پہلے پہلے سب رائیں دفتر سکرٹری میں پہونچ جانی چاہئیں تاکہ جلدی اس بارے میں کوئی فیصلہ کیا جاوے رزولیوشن مجلس معتمدین حسب ذیل ہے۔

کوئی مستقل صورت مدرسہ عربی کے قائم کرنے سے پہلے مجلس ضروری سمجھتی ہے۔ کہ اہل الرائے احباب اپنی اپنی طرف سے ایک مکمل تجویز اس مدرسہ کے متعلق پیش کریں۔ اور ان تجاویز پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا جاویگا ایسی تجاویز میں مندرجہ ذیل تین سوالوں کا جواب ضرور ہونا چاہیئے۔

اول یہ کہ سکیم اس مدرسہ کی کیا ہونی چاہیئے۔ یعنے اسمیں کونسے مضامین ہوں۔ کتنے سال پڑھائی ہو اور کتنی عمر کے اور کس معیار وقابلیت کے لڑکے داخل کئے جاویں۔

(۲) اس کا مقصد کیا ہوگا۔ یعنے آیا صرف واعظین کا پیدا کرنا ہی اس مدرسہ کی غرض ہوگی یا علماء بھی۔

(۳) جو لوگ اس مدرسہ سے تعلیم کی تکمیل کر کے نکلیں گے اون کی گذارہ کی صورت آئندہ کیا ہوگی؟ جس سے وہ کوئی سبیل معاش پیدا کر سکیں اور اگر کوئی ایسی صورت نہ ہوگی۔ تو اس مدرسہ میں طلباء کہاں سے آویں گے؟

محمد علی

حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کی جو پُردرد اور پُرمعارف نظم جلسہ پر پڑھی گئی تھی وہ رسالہ تشحیذ الاذہان میں چھاپنے کے واسطے سردست محفوظ رکھی گئی ہے۔ جن صاحبان نے اس نظم کو موقع پر سنا ہے اور جنہوں نے نہیں سنا سب کے واسطے ضروری ہے۔ کہ اس کی چھپی ہوئی کاپی اپنے پاس رکھیں اور پڑھیں اور اس کی خاطر رسالہ تشحیذ الاذہان کو خرید کریں بلکہ اس کے خریدار ہی بن جاویں تاکہ اس کے عجیب وغریب مضامین سے ہمیشہ لطف اٹھاتے رہیں پس چونکہ وہ نظم بدر میں نہیں چھپتی اس واسطے اسکی جگہ صاحبزادہ صاحب کی ایک اور نظم درج ذیل کی جاتی ہے۔

وہ خواب ہی میں گر نظر آتے تو خوب تھا۔
مرتے ہوئے کو آکے جلاتے تو خوب تھا

اس بے وفا سے دل نہ لگاتے تو خوب تھا
مٹی میں آبرو نہ ملاتے تو خوب تھا (نفس)

دلبر سے رابطہ جو بڑھاتے تو خوب تھا
یوں عمر رائگاں نہ گنواتے تو خوب تھا

اک غمزدہ کو چہرہ دکھاتے تو خوب تھا
روتے ہوئے کو آکے ہنساتے تو خوب تھا

اک لفظ بھی زبان پہ لاتے تو خوب تھا
دنیا سے ہم جو عشق چھپاتے تو خوب تھا

نظروں سے اپنی تم نہ گراتے تو خوب تھا
پہلے سے ہم کو منہ نہ لگاتے تو خوب تھا

محمود دل خدا سے لگاتے تو خوب تھا
شیطاں سے اپنا پیچھا چھوڑاتے تو خوب تھا

یونہی پڑے نہ باتیں بناتے تو خوب تھا
کچھ کام کر کے ہم بھی دکھاتے تو خوب تھا

دنیا کے دون کو آگ لگاتے تو خوب تھا۔

اس کا پوچھنا خدا کا پوچھنا تھا۔ اس لوپر سے پھپا ما گیا

کوچہ مین اوس کے دہونی رماتے توخوب تہا

آب حیات پی کے خضر تم نے کیا لیا
تم اُس کی رہ مین خون لنڈہاتے توخوب تہا

اے کاش! عقل عشق مین دیتی ہمین جواب
دیوانہ وار شور مچاتے توخوب تہا

مدت سے ہین بھٹک رہے وادی مین عشق کی
وہ خود ہی آکے راہ دکہاتے توخوب تہا

عزت بہی اس کی دوری مین بے آبروئی ہی
کوچہ مین اس کے خاک اڑاتے توخوب تہا

بحرِ گنہ مین اس طرح کشتی نہ ڈوبتی
ہم ناخدا خدا کو بناتے توخوب تہا

فرقت مین اپنا حال ہوا ہے یہان جو غیر
احباب اون کو جا کے سناتے توخوب تہا

درد کی کہانی

(ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر کی نظم جوکہ اونہون نے سالانہ جلسہ
(تشحید الاذہان پر سنائی تہی)

ہم آج قصۂ دردِ نہان سناتے ہین | کسی کی یاد مین آج اشک خون بہاتے ہین
اگرچہ بزم مین مدت کے بعد آتے ہین | پہ نذرِ گوہر شاہوار ساتھ لاتے ہین

ہمارا تحفہ مگر درد کی کہانی ہے
کہ درد اپنا ہے محرم حبیب جانی ہی

یہ درد ہی ہمین دارالامان مین لایا ہی | اسی نے خانۂ دل مین قدم جمایا ہی
کسی کے ہجر مین مدتک رُلایا ہے | اوسی نے یار کا چہرہ ہمین دکہایا ہی

یہ مہمان ہے دل کا انیس ہی جان کا
یہ پیش خیمہ ہے دل پر فیوض رحمان کا

ہزار شکر خداوند ذوالجلال و کریم | ہی مجھ سے بیکس و ناچیز پر یہ لطف عمیم
ہے بسکہ ذات تری قادرِ غفور رحیم | بچالیا مجھے آخر زدستِ دیو رجیم

شمار ہو نہین سکتا ہی تیرے فضلونکا
نہ پاس کچھ کیا میرے خراب عملونکا

دکہائی تو نے مجہے صورتِ مسیح زمان | بنایا غنچۂ دل کو بسانِ گُل خندان
کیا کرم سے مجہے مست بادۂ عرفان | دکہایا شاہد حسن ازل کا تازہ نشان

جو فضل مجھ پہ ہوا سب پہ یا الٰہی ہو
عدوئے شوم کے حصہ مین روسیاہی ہو

سلام تجھ پہ ہو اے مہدی و مسیح زمان | ہی تیرا فیض جہان مین مثال آب روان

تہا باغ سید کونین سر بسر ویران | ہوا ہی وہ تیری سیرابیون سے باغ جنان

ہزار جان بہی تجھ پہ نثار ہو مہدی
زمانہ در پہ ترے خاکسار ہو مہدی

جہان کو شرک سے یکسر بچالیا تو نے | نشان چہرۂ دلبر دکہا دیا تو نے
ہزار ہان مُردون کو دم سے جلا دیا تو نے | مجال کیا کرے اب کوئی جو کیا تو نے

مسیح نام ترا مصطفےٰ نے رکہا تہا
یہ کام حصے مین ترے خدا نے رکہا تہا

ہی خوب یاد مجھے تیرا سیر کو جانا | وہ جلنا عاشقون کا تجھ پہ مثل پروانہ
ہجوم خلق کا وہ ترے گرد مستانہ | وہ اک نظر مین ہی ہو جانا سب کا دیوانہ

غلام تیرے عقیدت سے کام لیتے تہے
قدم سب آن کو وقتِ خرام لیتے تہے

تجھے جو دیکہا تو سب انبیا کو دیکھ لیا | کلیم دیکھ لیا مصطفےٰ کو دیکھ لیا
جمالِ حاملِ وحیِ خدا کو دیکھ لیا | غرض کہ دیکھ کے تجکو خدا کو دیکھ لیا

ترے زمانے پہ نازان تہے انبیا سارے
تو بیشک آئنہ روئے خدا کا تہا پیارے

فلک پنام شہنشاہِ اولیا تیرا | لقب زمین پہ غریبون کا بادشا تیرا
جہان سے روح جدا جسم تہا جدا تیرا | جو تو خدا کا ہوا ہو گیا خدا تیرا

دہن سے تیرے جو عرفان کے پہول جھڑتے تہی
فرشتے بہی جنہین سنکر درود پڑہتے تہی

وفاتِ عیسیٰ کا نعرہ کیا جو تو نے بلند | تو ہو گئے سبہی علمائے دین پابکمند
کچھ ایسا تیز چلایا قلم کا تو نے سمند | مخالفین کی حجت سے کر دیا منہہ بند

سری نگر نے گواہی دی مرگ عیسیٰ کی
زمانہ بول اُٹھا جے ہو دین بیضا کی

زیادہ مدح و ستائش مین تیری کیا لکھون | یہی ہی بس کہ تجہے مرسلِ خدا لکھون
ہزار حیف کہ کل مدح بر ملا لکھون | اسی قلم سے ترا آج مرثیہ لکھون

کہ تو ہے زندہ ترا نام تا ابد زندہ
اسی سے ہون رقم مرثیہ سے شرمندہ

اپنی رسیدین دیکھ لین

جلسہ کے موقعہ پر جن صاحبان نے اخبار کی قیمت دستی دی تہی اون سب کی رسیدین ۷ر جنوری ۱۹۰۹ء اور ۱۴ر جنوری ۰۹ء کے اخبار مین چہاپ دیگئی ہین سب صاحبان اپنی اپنی رسیدیز دیکھ لیوین تاکہ اگر غلطی ہو تو ابہی سے اصلاح ہو جاوے۔ مینجر

منی آرڈر کس کے نام آیا کرین

قیمت اخبار کے متعلق تمام منی آرڈر بنام میان سراج الدین عمر آیا کرین نہ کسی اور کے نام۔

جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا لیکچر

برادران! سب سے پہلے ہمین اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جس نے کہ اپنے فضل سے ہمین صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشی اور پہر ضروری ہے کہ اس پاک انسان فداہ ابی و امی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاتم الانبیاء کا شکریہ ادا کرین۔ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے ہمین قرآن کریم جیسی ہدایت بہیجی اور وہ روشن چراغ جس سے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو پاسکتے ہین ملا۔ پہر ہزار ہزار شکر ہم پر واجب ہے اوس پاک انسان مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ جس نے کہ ہم کو اس روشن چراغ کی طرف بُلایا اور اللہ تعالےٰ اور آپ کے رسول کی معرفت بخشی بعد مین ہمین واجب ہے۔ کہ ہم سب اس گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرین کہ جس کے زیر سایہ ہمین اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا اور جوکہ ہمارے لئے ہر طرح کے آرام اور چین کے مُہیا کرنے کی کوشش کرتی ہے اور جس نے کہ ہمین مذہبی آزادی دی ہی تاکہ ہم اپنے سچے مذہب کو دنیا کے آگے بغیر کسی روکاٹ کے پیش کرین۔ اما بعد

عرض ہے کہ عام لیکچرون اور خطبون مین سُنایا جاتا ہی۔ اور بہت سے گذشتہ اہل الرائے مسلمانون کا بہی اس پر صواد ہے۔ کہ آیت

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

سے مراد وہ گروہ ہے جوکہ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے اور ہم مین سے ہر ایک احمدی کا یہ پورا ایمان ہے۔ کہ یہ لقب اسی گروہ کو عطا کیا گیا ہے اور کہ اسی جماعت کے ذریعہ اسلام کی روشنی پہر از سر نو دنیا مین پہیلے گی اور اسمین کوئی کلام نہین کہ جب مہدی علیہ الرحمۃ بروز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو پہر اس کی جماعت ضرور بروز صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہونی چاہیئے مگر جب مین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات کو دیکھتا ہون اور اسلام کے آغاز کی تاریخ کو پڑہتا ہون تو پایا جاتا ہے کہ اونہون نے دین اللہ کی خاطر اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کی خاطر جوکہ ہر ایک چیز اور رشتہ ... سے انسان کو عزیز ہونا چاہیئے کیونکہ انسان پیدا ہی اسی مطلب کے لئے کیا گیا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پاک کلام قرآن شریف مین فرماتا ہے

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔

اپنے مالون کو قربان کیا اپنے ملک عزیز کو چھوڑا۔ عزیز و اقربا اور رشتہ دارون سے مفارقت قبول کی اور اپنی عورتون اور بچون سے علیحدہ ہوگئے اور پھر یہان تک صبر و استقلال کا نمونہ دکھلایا۔ کہ اپنی پیاری جان کو بھی خوشی سے اس راستہ مین اللہ اکبر ہی کا نعرہ بلند کرتے ہوئے دیدیا اور اپنے جوان بچون کو بھی اس راستہ مین شہید ہوتے دیکھکر باغ باغ ہوگئے۔ وہ کیون اس لئے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اونہون نے اللہ تعالی کے جلال کو دیکھہ لیا اور اوس کے پاک اوصاف کو محسوس کرلیا اور اوس ذات الوراہستی کا یقین اون کے دلون مین حق الیقین کے درجہ انتہائی تک پہونچگیا وہ ہر ایک چیز کیا بچون کیا بیویون اور کیا اپنی سمجھہ اور عقل اور زور بازو کو اسی کی داد سمجھتے رہے۔ اور ایک دم کے لئے بھی اپنا یقین نہ کھوتے تھے۔ وہ اپنی فلاح اور کامیابی جس کے حصول کی خواہش ہر ایک انسان مین پائی جاتی ہے اسی مین سمجھتے ہے کہ وہ اس مالک حقیقی کی رضا حاصل کرین جس کے اختیار مین کہ اون کا ہر ایک ذرہ ہے۔ وہ اصل بہشتی اور اطمینان یافتہ زندگی حاصل کرنے کی خاطر سارے کے سارے اپنے مولی کی راہ مین خرچ ہوگئے۔ اونہون نے گرمی کی لوؤن کو خوشی سے قبول کیا اور چلتے ہوئے ریگستان اور بیابانون مین اللہ اکبر کے نعرے اون کے پیاس بجھانے کے لئے برفانی شربت اور لیمونیڈ کا کام دیتے رہے آخرکار نتیجہ یہ ہوا کہ اونہون نے کروڑہا دل اپنے جیسے پیدا کر لئے جو کہ دنیا کی بے ثباتی کو سمجھ گئے۔ اور اصل کامیابی اور راحت کی کنجی کو پاگئے اور وہ نہین جیسی روح لیکر دنیا کی ہمدردی کے لئے کام کرنے لگ گئے اور دنیا کو اسلام کی برکات سے ایک بہت تھوڑے عرصہ مین جو کہ پچاس سال سے بھی کم تھا مستفیض کردیا۔ اگرچہ سفلی دنیا تک محدود نظر رکھنے والے عقلمند اور فلاسفر اون کو ایسا کرتے ہوئے دیکھکر پاگل اور مجنون اور رہیس ہی نہ تک کہتے تھے مگر اون سے زیادہ دوراندیش اور عقلمند دنیا مین کوئی ثابت نہ ہوا۔ اور پھر جب وعدہ الہی قد افلح المؤمنون وہ اصل فلاح کے وارث ٹھہرے۔ اور اون کا نام آج تک عزت سے پاک جگہون مین لیا جاتا ہے اور ان کو اس فانی زندگی کے بدلے ایک ابد الآباد تک کی بہشتی زندگی مل گئی اون کا زندہ نام ثابت کرتا ہے کہ وہ مرے نہین بلکہ زندہ ہین۔

بہت سون نے تو اون مین سے اپنی دنیاوی زندگی مین ہی ان مالون۔ اولادون اور بیویون سے جو کہ اللہ تعالی کے راستہ مین دی تہین ہزار ہا گنا پالیا اور کئی اون مین سے وصال سے پہلے بادشاہ وقت تھے۔

غرض ایک سوچنے والا دل سوچے اور غور کرے کہ کیا اونہون نے اس طرح بے تحاشہ اپنی عزیز چیزون کو لٹا کر کوئی نادانی کی حرکت کی ہرگز نہین انہون نے وہ حرکت کی جسکی خواہش کہ بعد مین ہر ایک مسلمان دل کرتا ہے مگر چونکہ وہ ایمان اور تقوے نہین رہا اس لئے اسکو کامیابی نصیب نہین ہوتی اور وہ ایسا کرنے کی توفیق نہین پاتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ نے صرف تیس پینتیس سال کے عرصہ مین سارے عرب۔ شام۔ ایک حصہ افریقہ اور یوروپ کو اسلام پہونچادیا تھا اور اس تہذیب اور روشنی کو جو کہ اون کی ترقی کا باعث ہوئی بنی نوع انسان مین قائم کردیا تھا۔

غرض جب مین اس اسوہ حسنہ کو دیکھتا ہون اور پھر جماعت احمدیہ کے اصحاب کی حالت کو دیکھتا ہون تو اگرچہ بہت سی باتین اس پاک جماعت سے اون کی ملتی نظر آتی ہین مگر یہ کہ آیا ہماری جماعت عین نمونہ صحابہ کرام رضہ بن گئی ہے اس حالت مین کہ ابھی اس جماعت کا آغاز ہی ہے نہین کہہ سکتا۔

مین دیکھتا ہون کہ ہمارے حضرت حاجی حرمین شریفین حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح نے حضرت ابوبکر رضہ کا پورا پورا نمونہ دکھایا اور سب کچھ دنیا کا چھوڑ کر ہمارے سامنے اس زمانہ مین جب کہ دنیا اسباب پرستی مین ایسی گرفتار ہے کہ آجکل کے شرک کا بت ہی بس یہ اسباب کہنے چاہئیں گھر سے بے گھر ہوکر اللہ کی خاطر اور اوس کی رضاجوئی کے لئے قادیان مین آبیٹھے۔ مگر کیا انہون نے ایسا کرنے مین غلطی کی اور اپنے عیال و اطفال و عزیز و اقربا کی حقوق کی نگہبانی نہ کی۔ اور کیا اون کو اس اللہ تعالی کی خاطر قربانی کرنے کی وجہ سے کوئی ندامت اٹھانی پڑی ہر ایک کیا احمدی اور کیا غیر احمدی بھی کہے گا کہ ہرگز نہین وہ اس قربانی کے بدلہ اللہ تعالے کے فضل سے وقت کے امام بن گئے اور اون وعدون کو جو اس کی جماعت کی نسبت حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے اللہ تعالی نے کئے ہوئے تھے اونہون نے اپنی زندگی مین پورے ہوتے دیکھہ لیا۔ وہ منعم علیہ گروہ مین سے ہوگئے اور ابدی زندگی کے وارث بن گئے اور دنیاوی عزت اور وجاہت کے لحاظ سے ایک دنیادار نظر مین بھی اون سے زیادہ کوئی کامیاب نہین ہوا۔

پھر حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم و مغفور رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف دیکھو کہ کس طرح سے انہون نے اللہ تعالی کی محبت مین ایک مسلمان کہلانیوالے بادشاہ کے ہاتھ مین جان دیدی۔ مگر حق کو جس کا جلوہ کہ اون پر ہوچکا ہوا تھا نہ چھوڑا۔ کیا اون کی اولاد اور بیویان نہ تہین۔ اور وہ سب سے زیادہ حق العباد کی نگاہ رکھنے والے تھے مگر اس دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے نے حق اللہ کو سب سے مقدم یقین جانا اور اپنے پیارے محبوب کے جلال کو ظاہر کرنے کی خاطر کسی کی پروا نہ کی اور اپنی جان عزیز کو دیدیا اور ابدالآباد تک شہید کے لقب کو حاصل کیا اور یقین رکھین کہ اللہ تعالے نے جو ذرہ ذرہ کا مالک ہے اپنی سنت قدیمہ کے موافق ضرور اون کے پس ماندگان کو صبر عطا فرمایا ہوگا۔ جیسے کہ وہ اس مفارقت کو محسوس نہ کرتے ہون گے اور یقین ہے کہ اللہ تعالی اون کو اس دنیا ہی مین بڑے بڑے درجات نصیب کرے گا اور دیکھو وہ جان عزیز جو کہ ایک دم بھی کسی کے ساتھ وفا نہین کرتی۔ اور ہر دم اللہ تعالی کے قبضہ مین ہے وہ اس طرح پر دیکر ایک ایسا بیج بو گئے ہین کہ ہمیشہ تک لوگ اون پر درود اور سلام بھیجتے رہین گے اور اون کا نام نامی صفحہ روزگار مین یاد رہیگا۔ غرض سوچین کہ انہون نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ پھر مین دیکھتا ہون کہ ہمارے پیارے دلربا واعظ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک بڑی بھاری قربانی کی اور اپنی اس چند روزہ زندگی کو اللہ تعالی کی راہ مین خرچ کرکے ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے اور اللہ تعالی سے لیڈر کا پیارا خطاب پایا۔ اسی طرح ہمارے پیارے نوجوان بھائی مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے ایک بڑی لاثانی قربانی کی اور جوانی کی ساری امنگون کو اس ہونہار انسان نے اللہ تعالی کے لئے چھوڑ دیا اور قلمی جہاد شروع کیا جس کی اسلام کے پھیلانے کے لئے آجکل کے زمانہ مین سب سے زیادہ ضرورت ہے اور اب تک بڑے زور سے نبھا رہا ہے۔

اور ایسے ہی اور بہت سے دوست ہین جنہون نے قابل قدر قربانیان کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ ان کو اللہ تعالے کے ساتھ ایسی محبت ہے۔ کہ کوئی دنیاوی خواہش اس پر غلبہ نہین پاسکتی اور کہ وہ سچے مسلمان ہین مگر ان سب کا ذکر چونکہ مضمون کی طوالت کا باعث ہوگا اسلئے بیان نہین کیا جاتا۔

اب ان اصحاب کے ذکر سے یہ تو پایا جاتا ہے۔ کہ یہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رنگ میں رنگین ہیں اور ان کا بروز کہلا سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ:۔

(۱) کیا ان اصحاب کے ایسے عمل کی وجہ سے ہماری نجات پر کچھ اثر پڑ سکتا ہے اور

(۲) کہ کیا یہ (مذکورہ بالا) چند اصحاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طرح تیس پینتیس سال کے عرصہ میں ایسے پرفتن زمانہ میں اسلام کو ساری دنیا میں .. پہونچا سکیں گے۔ اور ان گندگیوں اور آلائشوں سے جو کہ زمانہ کے اثر سے اور ان دنیا پرست ملانوں کے ذریعہ اسلام پر لگ چکے ہوئے ہیں صاف کر کے اس کے نورانی چہرہ کو دنیا میں پیش کر سکیں گے۔

یہ دو سوالات ہیں۔ جن کا جواب دینا ساری جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ ان میں سے اول الذکر کا تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا (اس دن سے ڈرو کہ ایک جان دوسرے کے کام نہ آویگی) اور پھر لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ (یعنے کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا) خود جواب دیدیا ہوا ہے اور اس لئے ہم سب کو اپنی اپنی جگہ واجب ہے۔ کہ اگر ہم اپنے آپ کو ان انعامات سے بہرہ ور کرنا چاہتے ہیں جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر ہوئے۔ تو ہم پر واجب ہے۔ کہ ہم بھی ویسی ہی قربانی کریں۔ کیونکہ جب تک ہم بموجب حکم الٰہی یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ سارے کے سارے فرمانبردار اور ایک مجسم فرمانبرداری نہ بن جاویں گے۔ ہم ان پوری نعمتوں کے وارث نہیں ٹھہر سکتے۔ جو کہ اس جماعت پر پاک ہوئیں۔

دوسرے سوال کی نسبت جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں دیکھتا ہوں۔ کہ بڑی بھاری مشکل ہمارے درپیش ہے جو کہ معدودے چند انسانوں کی قربانی کو نہیں چاہتا بلکہ ایک متفقہ ساری جماعت کی کوشش طلب کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اس تاریکی کے زمانے میں اپنے رسول کے ذریعہ ہم پر اپنا جلوہ ظاہر فرما کر کھلے کھلے نشانوں سے اپنی ہستی کو ثابت کر دیا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سچا خاتم النبیین منوا دیا ہے اور ہم سب پر بپایہ یقین ثابت ہو گیا ہے۔ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے اور عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ جس پر چل کر انسان اصل سچی خوشی اور راحت کو حاصل کر سکتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر وہ حجت قائم کر دی ہے اور وہ سب اسباب مہیا کر دئے ہیں۔ جو کہ ہمارے جیسے ہی انسان عرب کے رہنے والے انسان پر آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے کئے تھے۔ اب ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم بھی ان کا پورا پورا نمونہ دکھاویں اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ بموجب آیت انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ اس زمانہ میں جب کہ اسلام کی دینی اور دنیوی حالت ایسی گر گئی تھی کہ ظاہر بین نظر کو اس کی کوئی کامیابی اور آشتی کی صورت نظر نہیں آتی اور جب کہ کیا غیروں کے اور کیا دنیا پرست اسلام کے مدبروں نے اس کا جنازہ پڑھ کر عام مسلمانوں کو اسلام کی آیندہ برکات سے مایوس کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کوئی ہاتھ دکھاتا۔

سو اے پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ دکھایا اور ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی۔ جس نے کہ اس سے پہلے اللہ تعالےٰ کے فضل سے ناممکن کو ممکن کر کے دکھا دیا تھا اور تاریخ اس امر کی گواہ ہے سو اللہ تعالےٰ نے تو اپنی حجت قائم کر دی ہے اور ضرور ہے کہ اس کے وہی نتائج مترتب ہوں جو پہلے ہوئے تھے مگر خوش قسمت ہیں وہ جو کہ اس میں حصہ لیں اور آیت آخرین منھم کے مصداق ٹھہریں اور منعم علیہ گروہ میں سے ہو جاویں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ہم بعد اس کے کہ اللہ تعالےٰ نے ہم پر فضل کیا ہے صحابہ کرام کے اسوہ حسنہ پر قدم نہ ماریں گے۔ تو ہم ضرور بر ضرور اللہ تعالےٰ کے گنہگار ٹھہریں گے اور ہم سے زیادہ خائب اور خاسر دنیا میں اور کوئی قوم نہ ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیٰوۃ الدنیا من الاٰخرۃ۔ فما متاع الحیٰوۃ الدنیا فی الاٰخرۃ الا قلیل۔ الا تنفروا یعذبکم عذاباً الیماً۔ ویستبدل قوماً غیرکم ولا تضروہ شیئاً۔ واللہ علےٰ کل شیءٍ قدیر۔

اور اس آیت کی مستحق کوئی اور آنے والی قوم ہوگی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے۔ جو کہ رسول کی صورت میں ظاہر ہو چکا۔ وہ تو اب ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ مگر خوش قسمت ہیں وہ کہ جن کے ذریعہ سے ایسا ہو۔

سو اے بھائیو! زندگیوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ دنیا کی محبت کی طرف بہت سا حصہ انسان کا جھکا ہوا ہے اور مختلف قسم کے مقابلوں میں انسان سرگرداں ہیں۔ آؤ ہم آخرت کے حصول کے مقابلہ میں شامل ہوں۔ تاکہ اور تھوڑی سی کوشش سے ہم اول نمبر ٹھہر جاویں۔ مال و دولت بچّوں۔ عزیزوں اور اقرباء کی طرف جھکنے والے دنیا میں بہت ہیں مگر اللہ کی طرف آنیوالے اس وقت شاذونادر ہیں۔ آؤ تاکہ سارا کا سارا خزانہ اس طرف کا ہم لوٹ لیں اور بامراد اور کامیاب ہو جاویں اور اس حالت میں مریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو تاکہ ابدی زندگی کے وارث ٹھہریں اس زمانہ میں دین کی ضروریات ازحد ہیں۔ صحابہ کرام کے وقت چونکہ زبردستی اسلام کی ترقی کو روکا جاتا تھا اور تلوار کو اس کی سدراہ بنایا جاتا تھا اس لئے اوس وقت کے مسلمانوں کو مجبوراً بچاؤ کے لئے تلوار اٹھانی پڑی اور اپنی جانوں کو اس راستہ میں شہید ہو کر قربان کرنا پڑا۔ مگر آجکل زمانہ ایسا جاہل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی پرامن سلطنت کے ماتحت پیدا کیا ہے جس نے کہ ہر ایک قسم کی مذہبی آزادی اپنی رعایا کو دی ہوئی ہے اور نیز آپ کو تعلیم یافتہ گروہ کے ساتھ واسطہ ہے جہاں کہ اس قسم کی روکاوٹیں مفقود ہیں اور آجکل برہان اور دلائل کی تلوار دلوں کے تسخیر کرنے کے لئے کافی ہے اور خواہ کتنا ہی متعصب دل کیوں نہ ہو۔ جب وہ ایک مذہب میں سچائی کے دلائل کو پاتا ہے۔ کوئی روکاٹ اون کو امین آنے سے روک نہیں سکتی۔ سو اے میرے پیارے بھائیو! اس وقت ہمارا کام یہ ہے کہ ہم ان سب سچائیوں اسلام کی کو جو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک رسول کے ذریعہ ہم پر ظاہر کی ہیں ساری دنیا کے آگے پیش کریں اور بار بار سنائیں یہاں تک کہ وہ سمجھ جاویں۔ یہ ایک بڑا کام ہے اور ہم میں سے ایک دو کی نہیں بلکہ سب کی متفقہ کوشش کو چاہتا ہے۔ مگر اس کے لئے ہم کو جان دیکر مرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ زندہ رہکر اپنے اوپر ایک موت وارد کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام بہ نسبت اس کے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کیا زیادہ مشکل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی ہے اور اس کو آپ پر آسان کر دیا ہے۔ سب کے سب اٹھو اور کام میں مشغول ہو۔ میرے اس کہنے سے کہ زندہ رہکر موت اپنے اوپر وارد کرنا ہمارا فرض ہے یہ مطلب ہے۔ کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ سو ہم کو چاہیئے۔ کہ اپنی ہر ایک جسمانی اور دنیاوی ضروریات پر دین کی ضروریات کو جو بیشمار ہیں اتنا مقدم کریں کہ ہمارے رشتہ دار بلکہ ہمارا اپنا نفس بھی اپنے آپ سے مایوس ہو جاوے اور ہم دنیا کی نگاہ میں بالکل مردہ نظر آویں اور دنیا ہم سے ایسی بے امید ہو جاوے جیسے کہ

ایک مُردہ سے ہوتی ہے اور میرا ایمان ہے کہ جب ہم اللہ تعالےٰ کے لئے ایسا کرین گے تو ہم دونوں جہانوں مین کامیاب ہو جاوین گے اور اس کام کو کہ جسکی بنیاد ہمارے پیارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکہی ہے اور جو کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے فرض کردیا ہے یعنی اشاعت اسلام کو بہت جلدی کرین گے اور اپنے آپ کو بروز صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کہ سکین گے اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاوین گے۔

غرضیکہ ہمارا کام یا مدعا ہمدردی نہ صرف اپنے نفس اور اپنے عزیز و اقربا کی ہمدردی تک ہی محدود ہے بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لئے کل بنی نوع انسان کی ہمدردی فرض کردی ہے۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے روشنی دی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سے خود بھی فائدہ اٹھاوین اور اوروں کو بھی اس کے ذریعہ رستہ دکھاوین سو اس فرض کی ادائگی کے لئے چند تجاویز صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے آپ سب صاحبان کے سامنے پیش کرتا ہوں اور جن پر غور کرنا اور عملی رنگ مین لانا ہم سب کا کام ہوگا۔ وہ یہ ہین۔

اول - ہم سب کا فرض ہونا چاہیئے کہ اپنے اعمال و اقوال مین اللہ تعالیٰ اور اوس کے رسول کا پورا پورا خیال رکہین اور اوس کے لئے قرآن اور حدیث سے واقفیت حاصل کرنے کی بہت جلد کوشش کرین اور لوگون کے ساتھ خواہ وہ عیسائی ہون یا ہندو ہون یا مسلمان ہون ایسا سلوک کرین جیسا کہ ایک خاص عزیز دوست کے ساتھ کسی کا ہوتا ہے ہم سب کے لئے رات دن راہ راست پر چلنے کی دعائین کرتے رہین اور سب کی سچی خیر خواہی ہماری فطرت کی غذا ہو جاوے۔ ہم اپنی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل طلب کرتے رہین اور اپنے چال چلن کو ایسا اس کے اور اوس کے پاک رسول کی ماتحت کرین کہ اوس کا فضل ہمارے حال پر ہونے لگ جاوے اور .. روح القدس ہماری نصرت کرے تاکہ ہم لوگون کی روحون پر اللہ تعالیٰ کی مدد سے اثر ڈال سکین۔ اور ایسا نمونہ دکہاوین کہ لوگ خود بخود ہماری طرف کہچے چلے آوین اور فائدہ اوٹھاوین۔ یہ ایک بڑا بہاری ہتھیار ہے جو کہ ہم مین سے ہر ایک بہائی بڑی آسانی سے استعمال کر سکتا ہے۔

دوم - ہم سب پر لازم ہے کہ دن کے ہر ایک حصہ مین اللہ تعالیٰ اور اوس کے رسول کے کلام پہنچانے کا دہن لگا رہے اور جہان کہین موقعہ ملے ہم اپنی بات کو ضرور گوش گذار کر دیوین۔ مگر ایک وقت دن مین ہم ضرور ایسا مقرر کرین کہ جسمین کہ اللہ تعالےٰ سے مدد طلب کرکے ہم کسی اپنے عزیز یا دوست کو جاکر تبلیغ کرین اور یہ کرتے رہین یہان تک کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر نازل ہو جاوے اور اس مین بہی ...... روح نفخ ہو جاوے۔ اور وہ بہی ہمارا ہم خیال ہوکر اپنی جگہ ہماری طرح کام کرنے لگ جاوے اور اس طرح سے ایک بڑا بہاری گروہ مبلغین کا بغیر کسی تکلیف اور ہرج کے آپ کہڑا سکتے ہین۔ جس کا اثر کہ بہ سبب ایک ایسے واعظ کے کہ جو اجنبی ہو جس کو کہ لوگ نہیں جانتے ہزار ہا گنا زیادہ اور اچہا ہوگا۔

سوم - صدر انجمن احمدیہ کی آرزو ہے کہ ہم مین سے بعض ایسے احباب نکلین جو کہ واعظ بننے کی قابلیت رکہتے ہون اور اللہ تعالیٰ نے اون کو صبر اور قناعت سے مالا مال کر دیا ہوا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلام پہونچانے کا جوش اون کے دل مین موجزن ہو یا وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے فارغ البال ہون اور اپنا گذارہ سفر و حضر مین اپنی جائیداد سے کر سکتے ہون اور اس طرح پر کسی پر بوجھ نہ نہین۔ ایسے احباب حسب توفیق اپنے ضلع مین یا اپنے صوبہ مین یا اپنے ملک مین یا غیر ملک مین جیسا کہ وہ لائق ہون کام کرنے کے لئے نکلین۔ باقی قوم کا فرض ہوگا کہ اون کی عزت کرین اور ہر طرح سے اون کی مدد کرین۔ تاکہ اون کو ابتلا نہ آوین۔ ان اصحاب کا کام پہر کر وعظ اور تبلیغ اسلام کرنا ہوگا۔ اون مسلمانون کو جو اسلام کے ارکانون سے ناواقف ہین واقف کرنا اور غیر مذاہب کے لوگون کو نرمی اور آہستگی سے اسلام کے برکات سے آگاہ کرنا ہوگا۔

چہارم - صدر انجمن احمدیہ کی یہ خواہش ہے کہ ہم بذریعہ اشتہارون اور اخبارون کے ہر ایک اعتراض کا جو کہ اسلام پر کسی اخبار مین یا رسالہ مین خواہ کسی دنیا کے گوشہ سے ہون جواب دین اور اسلام کو اوس کے اصلی رنگ مین دنیا کے آگے پیش کرین چنانچہ حال مین قرآن کریم کا ...... انگریزی ترجمہ کرنے کا ارادہ انجمن نے کیا ہے۔ جو کہ ممالک یورپ مین مفت یا بہت تہوڑی قیمت پر فروخت ہوگا اس کے لئے سب احمدی بہائیون کا فرض ہے کہ چندے دل کہول کہول کر دین اور اپنے مالون کو پاک کرین تاکہ اللہ تعالیٰ اونمین برکت ڈالے اور پھر ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت مین سب زور دین اور ہر ایک اپنے دوست کو خریدار بناوین۔ کیونکہ جو کام اس رسالہ نے یورپ مین کام کیا ہے وہ آپ پر مخفی نہین ہے۔

صدر انجمن احمدیہ کی رائے ہے کہ اس تبلیغ اور اشاعت اسلام کو جو کہ پاک امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح شروع کی ہے جاری رکہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایسی جماعت کی آئندہ کے لئے بنیاد رکہی جاوے جو کہ اس موجودہ جماعت کے گذر جانے کے بعد اس نیک کام کو اپنے ہاتھ مین لے سکے اور اس کے انجمن نے یہ تجویز کی ہے کہ ایک بڑا بہاری سکول اور کالج کہولا جاوے جو کہ قادیان مین ہی ہووے اور اس کی شاخین مختلف دنیا کے مقامات مین کہولی جاوین۔ اس مین پرورش بچون کی اس طرح پر ہو کہ وہ عین نمونہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بن کر نکلین اون کے کہانے پینے کے طریق اون کے چلنے پہرنے کی طرز اون کے بول و براز کے رفع کرنے کے رول وغیرہ سب بموجب احکام الٰہی و حدیث شریف ہووین غرضیکہ وہ اسلامی تمدن کے زیر اثر پرورش پاوین اور فطرتی طور پر سچے مسلمان کالج سے نکلین تاکہ بہت ساحصہ اپنی منزل مقصود کا وہ کالج سے نکلنے کے وقت طے کر چکے ہون اور دنیا مین ایک سچا نمونہ اسلام کا بنین اور اس سکول مین حتے الامکان عربی بول چال کی عادت ڈالی جاوے اور دینیات کی تعلیم بہی ہووے اور ساتہ ہی دنیاوی رنگ مین بہی اعلیٰ علوم و فنون سکہائے جاوین۔ اس کامیابی کے لئے سب بہائیون کی متفقہ کوشش کی ضرورت ہے اس لئے ہم کو نہ صرف اپنے روپیہ اور مال کی قربانی ہی کرنی پڑے گی بلکہ اپنے بچون کی محبت کے جدائی کا گہونٹ بہی پینا پڑیگا اور اس طرح پر ایک رنگ مین بچون کی قربانی بہی کرنی ہوگی اور ان اصحاب کو جو اس سکول یا کالج مین استاد بن کر خدمت کر سکین گے اپنی جان کی قربانی بہی کرنی ہوگی۔ بالآخر مین اپنی تقریر کو ختم کرنے سے پہلے عرض کرتا ہون کہ یہ سب کام اگرچہ بہت مشکل ہین مگر اللہ تعالیٰ آپکے لئے آسان کر دیگا۔ جب تک آپ سب کے سب (جیسا کہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وصیت مین فرما دیا ہے) ایسی آپس مین یک جان ہوکر کام نہ کروگے اس کامیابی کو جو اللہ تعالیٰ نے اس جماعت احمدیہ کے لئے مقرر کر دی ہے نہین حاصل کر سکتے اور آخرین منہم لما یلحقوا بہم کے مصداق نہین ٹہر سکتے اس لئے مین بڑے عجز سے آپ سب صاحبان کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اور اپنی سب طاقتون کو کیا قلمی کیا مالی اور کیا جانی کو اس مدعا کے حصول مین لگا دو۔ جو کہ متفقہ طور پر آپ اپنے سامنے رکہین اور جن کا خاکہ مختصر طور پر مین نے انجمن کی طرف سے آپکے سامنے اوپر بیان کیا ہے اور آخر مین دعا کرتا ہون کہ اے سمیع و بصیر ہمارے قادر خدا تو ہمارے سینون کو دنیا کی محبت سے صاف کرے اور ہمکو اپنی طرف کہینچ اور توفیق دے کہ ہم تیرے دین کی اشاعت مین اپنی جانون اور مالون ...کو خرچ کرین تاکہ ہم تیرے حضور نادم اور شرمندون کی طرح نہ جاوین بلکہ خوش خوش اور سرخرو حاضر ہوون۔ آمین۔

آل ہند کے قومی جلسے

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

کا بائیسواں سالانہ جلسہ بمقام امرتسر زیر صدارت نواب محمد سلیم اللہ خان صاحب نواب ڈھاکہ بڑی رونق اور کامیابی سے ہوا۔ تین ہزار سے زائد ڈیلیگیٹ وتماشائی مختلف صوبجات ومقامات ہند سے شامل ہوئے تھے۔ امرتسر میں کانفرنس کی وجہ سے کئی دن تک رونق رہی نواب صاحب کی تشریف آوری پر مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی استقبال کرنے اور خیر مقدم کہنے میں شریک تھے۔ کانفرنس کا پنڈال نہایت عالیشان اور خوشنما تھا خان بہادر شیخ غلام صادق پریزیڈنٹ استقبالی کمیٹی نے تمام ڈیلیگیٹوں کا خیر مقدم بڑی خوشی سے فرمایا۔ نواب صاحب کی تقریر اعلیٰ درجہ کی اور پرمغز تھی۔ زیادہ زور یہ دیا گیا۔ کہ موجودہ طریق تعلیم میں اصلاح ہونی چاہیئے۔ نئے زمانہ کی تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم کا ہونا بھی ضروری ہے کالجوں کے متعلق اسلامی ہوسٹل قائم کئے جاویں۔ اسلامی یونیورسٹی کے لئے تجویز پیش ہوئی جس پر ۵۰ ہزار روپیہ فوراً جمع ہو گیا۔ ایک لاکھ سے زائد وعدے ہوئے وزیر صاحب خیرپور سندھ نے ۱۳ ہزار نقد کے علاوہ ایک ہزار سالانہ دینے کا وعدہ فرمایا۔ نواب صاحب ڈھاکہ نے چالیس ہزار کی جائداد دینے کا اعلان کیا۔ کانفرنس میں ۲۵ رزولیوشن پاس ہوئے جن کی تفصیل درج کرنا بوجہ طوالت مشکل ہے زیادہ جوش و خروش اسلامیہ یونیورسٹی کے رزولیوشن پر ظاہر کیا گیا۔ ۳۰ دسمبر کو مولانا شبلی نے حقوق وتعلیم نسواں کے متعلق لکچر دیا۔ جس میں ظاہر کیا کہ جو لوگ مسلمانوں پر عورتوں کو قید وغلامی وجانوروں کی سی حالت میں رکھنے کا الزام لگاتے ہیں وہ احکام قرآن سے ناواقف ہیں مذہب اسلام نے تمام باتوں میں عورتوں کو قریب قریب مردوں کے ہم پلہ رکھا ہے۔ کانفرنس کے دنوں میں زنانہ صنعت وحرفت کی نمائش نہایت خوبی سے ہوئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ

کا پہلا سالانہ جلسہ ۳۰ و ۳۱ دسمبر کو بمقام امرتسر ہوا۔ مسٹر سید علی امام بیرسٹر ایٹ لا پریزیڈنٹ تھے۔ صاحب پریزیڈنٹ کا لکچر انگریزی زبان میں نہایت پرمغز عالمانہ رنگ اور مدلل تھا۔ لیگ میں لارڈ مارلے کی سکیم پر خوب بحث ہوئی کہ سکیم کے مطابق مسلمانوں کی نامقامی کا مقصد حاصل ہو نہیں سکتا لہذا لارڈ منٹو و لارڈ مارلے کی خدمت میں میموریل بھیجے جائیں اور بشرط ضرورت معتمد اور ہوشیار مسلمانوں کا ڈیپوٹیشن ولایت بھیجا جاوے۔

شیعہ کانفرنس

شیعہ صاحبان کی کانفرنس کا دوسرا سالانہ جلسہ لکھنؤ میں ۲۶ دسمبر تک ہوا تقدس مآب مولانا سید نجم الحسن صاحب پریزیڈنٹ تھے ڈیلیگیٹوں و وزیٹروں کی تعداد قریب ۵ ہزار تھی شیعہ حفاظ نے کلام مجید کے مختلف رکوع وآیات کی تلاوت نہایت خوش الحانی سے کی نواب صاحب رامپور بھی کانفرنس میں شریک ہوئے تقریر فرمائی، پانچ ہزار روپیہ کانفرنس فنڈ میں عنایت فرمائے مہمانوں کی خورد ونوش کا انتظام نہایت اعلیٰ تھا زراعتی تعلیم کی طرف نوجوانوں کو توجہ دلائی گئی اور شکر سازی کے لئے کارخانہ قائم کرنے کے لئے سرمایہ جمع کیا گیا ایک غریب شیعہ نے امرتسر کیا جسکو نیلام ہونے پر یوسف حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے پانچسو روپیہ میں خرید کیا علاوہ پانچسو کے ایک ہزار روپیہ اور بھی چندہ دیا۔

انڈسٹریل کانفرنس

نیشنل کانگریس سے دو دن پہلے ۲۶ر دسمبر کو مدراس میں "انڈسٹریل کانفرنس" کا چوتھا اجلاس بصدارت ایچ مدہولکر صاحب شروع ہوا۔ ساڑھے بارہ بجے گورنر صاحب مدراس معہ لیڈی صاحبہ جلسہ میں رونق افروز ہوئے اور لارڈ صاحب نے صاحب پریزیڈنٹ کی کوششوں و کامیابیوں پر مبارکباد دی صاحب صدر استقبالی کمیٹی نے امید ظاہر کی کہ گورنمنٹ مختلف صوبجات ہند میں صنعت وحرفت کے کالج ومدارس کھولنے میں فراخدلی سے کام لیگی صاحب پریزیڈنٹ کی تقریر ختم ہونے پر مسٹر واچا مشہور پارسی لیڈر بمبئی نے پہلا رزولیوشن پاس کیا کہ صنعت وحرفت کی ترقی ونگرانی کے لئے سرکاری وغیر سرکاری اشخاص کی "مشورہ کمیٹیاں" قائم کی جاویں۔ جس کی زبردست دلائل سے تائید ہوئی۔ دوسرا رزولیوشن پنڈت مدن موہن مالوی کی طرف سے پیش ہوا۔ کہ ہر صوبہ میں ٹکنالاجیکل انسٹی ٹیوٹ جاری ہونے چاہئیں پنڈت صاحب نے کہا کہ ۱۸۵۷ء میں اہل جرمن ملازمت کے پیچھے مارے پھرتے تھے۔ مگر ترقی صنعت وحرفت کے ساتھ تمام لوگ آزادی اور امن کی زندگی بسر کر رہے ہیں امریکہ میں صنعت وحرفت کے اس قدر استاد مل سکتے ہیں جس قدر کہ ہمارے ملک میں طلباء۔ پروفیسر لی سمتھ نے ایک سکیم کا خاکہ پیش کیا جس کے مطابق ہندوستانی طلباء لندن کے اقتصادی اور پالیٹکس مدارس میں بھیجے جاویں تو بہتر ہے۔ پروفیسر موصوف نے کہا کہ لارڈ مارلے کی تجویز اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ ... ہندوستانی طلباء ان انسٹی ٹیوشنوں کا مطالعہ نہ کریں جن کے مطابق ہندوستانی انسٹی ٹیوشنوں کی بنیاد رکھی جاتی ہے کئی ایک رزولیوشن پاس کرنے اور مسٹر مدہولکر کو سال آئندہ کا جنرل سیکرٹری مقرر کرکے اجلاس برخاست ہوا۔ لاٹ صاحب مدراس دو بجے کے بعد تشریف لے گئے۔

نیشنل کانگریس

پچھلے سال "سورت" میں نیشنل کانگریس کے اجلاس میں جو بدمزگی ہوئی تھی اوس سے اکثر اہل الرائے اوس وقت کانگرس کی زندگی کا خاتمہ سمجھنے لگے تھے بلکہ سر سریندرو ناتھ بینرجی مشہور لیڈر نے کانگرس مر گئی یہ الفاظ ظاہر کر دئے تھے۔ مگر حاضرین میں سے چند اصحاب نے اصرار کیا کہ نہیں نہیں کانگرس زندہ ہے اور زندہ رہیگی اس پر سحر بیان لکچرار نے فوراً کہہ دیا کہ کانگرس کی عمر دراز ہو۔ چنانچہ امسال کانگرس کا چوبیسواں سالانہ جلسہ الہ آباد کنونشن کی تجویز کردہ قواعد کے مطابق مدراس میں منعقد ہوا اور "اکسٹرمیسٹ" و "نیشنلسٹ" فریق کے لوگ جو علانیہ سرکار کے بدخواہ ہیں اون کو علیحدہ کر دیا گیا جس سے دوران اجلاس میں کسی طرح کی بدمزگی نہ ہونے پائی۔ تمام ہندوستان سے قریب ۸۰۰ ڈیلیگیٹ جمع ہوئے۔ مزید براں بہت سے وزیٹر ورپورٹران اخبارات وغیرہ شامل تھے پنڈال خاص طرز کا نہایت خوبصورت وعالیشان بنایا گیا تھا۔ ۲۷ دسمبر کو ڈاکٹر راش بہاری گھوش پریزیڈنٹ کانگرس معہ ۲۵ ڈیلیگیٹوں کے جن میں مسٹر سریندرو ناتھ۔ آنریبل بھوپیندرا ناتھ واسے چودہری بھی شامل تھے بذریعہ سپیشل گاڑی تشریف لائے اسٹیشن پر استقبالیہ کمیٹی نے خیر مقدم کیا۔ بمبئی سے مسٹر فیروز شاہ مہتہ۔ سر بہال چندر کرشنا و ۸۹ دیگر معزز ڈیلیگیٹ شامل ہوئے۔ صوبجات متحدہ سے آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی۔ بابو گنگا پرشاد ورما ایڈیٹر اخبار ہندوستانی لکھنؤ و دیگر کئی مشہور ومعزز اصحاب شامل ہوئے پنجاب سے آنریبل لالہ ہرکشن داس۔ پنڈت رام بھجدت۔ لالہ دھرم داس سوری لالہ کشوری لال گجراتی۔ مسٹر پرشوتم لال راجپال۔ لالہ موہن لال ٹنڈن شامل ہوئے تھے اسی طرح قریباً ہر صوبہ سے ڈیلیگیٹ آئے تھے ۲۸ دسمبر کی دوپہر سے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ ٹھیک ۲ بجے ڈاکٹر گھوش پریزیڈنٹ جن کی اردل میں سیکرٹری اور والنٹیرز ہمراہ تھے۔ کانگرس پنڈال میں رونق افروز ہوئے۔ صاحب موصوف کے تشریف لانے پر تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر تعظیم دی خوشی کے نعرے بلند ہوئے قومی تعریف اور شہنشاہ معظم کی سلامتی کا راگ بجایا گیا۔ پھر سکرٹری استقبالی کمیٹی نے ایڈریس پڑھا۔ اس کے بعد

نواب سید محمد صاحب کی تجویز اور مسٹر مدہولکر و سر پہال چندرا کرشن کی تائید سے ڈاکٹر گھوش صاحب کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا افتتاحی ایڈریس شروع کرنے سے پہلے مختلف حصص ہندوستان سے آتے ہوئے پیغامات تاربرقی و ہمدردی حاضرین کانگرس کو پڑہکر سنائے بعد ازاں اپنا ایڈریس سنایا۔ اس کے بعد رزولیوشن و مضامین پر غور کرنے کے لئے سب کمیٹیاں مقرر ہوکر اجلاس برخاست ہوا۔ دوسرا اور تیسرا اجلاس ۲۹ و ۳۰ دسمبر کو ہوا اور جس قدر رزولیوشن پاس و تجویز ہوئے اون کی مختصر فہرست یہ ہے

(۱) پیغام شاہی پر شکریہ مسرت اور وفاداری۔

(۲) لارڈ مارلے کی اصلاحات پیشکردہ پر اطمینان و خوشی کا اظہار کیا گیا۔

(۳) انارکسٹوں و مفسدہ پردازوں کی حرکات پر ملامت و نفرت کا اظہار ہوا۔ جو بالکل واجب تھا۔ اسی طرح سودیشی کارخانجات کی ترقی۔ فوجی اخراجات کی کمی۔ عدالتی اور انتظامی اختیارات کی علیحدگی۔ ٹرنسوال میں ہندوستانیوں سے بدسلوکی اور اس کا انسداد۔ تقسیم بنگالہ کی منسوخی۔ ۵ لاکھ فوجی اخراجات کی ایزادی اور اوس کی موقوفی کی درخواست۔ ہندوستانیوں کو ذمہ داری کے اعلیٰ فوجی عہدے دینے۔ ریگولیشن ۳ ۱۸۱۸ء کی منسوخی صوبجات متوسط میں مزید اصلاحات کئے جانے کی ضرورت۔ ہندوستان میں ابتدائی تعلیم بلا توقف مفت اور بتدریج لازمی کئے جانے کے متعلق تقریریں کی گئیں اور رزولیوشن پاس ہوئے۔

ٹمپرنس کانفرنس

یہ کانفرنس ہندوستان سے شراب خوری اور دیگر منشی اشیاء کی بیخکنی کے لئے پانچ سال سے قائم ہے اب کی دفعہ کانفرنس ہذا کا پانچواں اجلاس ۲۸ دسمبر کی صبح کو بجے وکٹوریہ ہال مدراس میں ہوا۔ پونا کے مسٹر بک نکول پریزیڈنٹ تھے اس کانفرنس میں مختلف رزولیوشن پاس ہوئے جن کا آخری مقصد یہ ہے کہ ہندوستان سے "نشہ بازی" کے خوبخوابین نکال دئے جاویں۔

چھتری کمار مہا سبھا کا جلسہ

بصدارت کنور بہارت سنگھ بمقام لکھنؤ ہوا تھا۔ جس میں راجپوتوں میں شادی غمی کے اخراجات کم کرنے چھوٹی عمر میں شادی ایک سے زیادہ بیاہ کرنے کی خرابی اور منشی اشیاء سے پرہیز کرنے اور تعلیمی ترقی کے متعلق تجاویز پاس ہوئیں۔

حضرت امیر المؤمنین نور الدین کا خطاب قوم کو

آزادی

قرآن کریم کو جہاں تک میں نے پڑہا ہے اور غور کیا ہے اللہ تعالیٰ قرآن میں لوگوں کو حریت اور آزادی دیتا ہے۔ جیسے وہ فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین لست علیہم بمصیطر۔ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین۔ اور فرماتا ہے۔ ولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد اور اس قسم کی بہت سی آیات ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اختلاف آرا کا دنیا میں بہت ہی ضروری ہے۔ جب جناب الٰہی کا خود منشا پوری وحدت کا نہو تو دنیا کے مصلحین اختلاف کو کیونکر مٹا سکتے ہیں۔

حفظ امن

لیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شخص کو اپنے اعتقاد اور قول اور فعل میں پوری حریت آزادی عطا کی ہے اسی طرح قرآن کریم سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ذات یا مال یا عزت یا کسی دوسرے کی ذات و مال اور عزت کا خلاف کرنا چاہے۔ تو ایک حد تک ناصح اور پھر قوم اور اگر یہ موذی کسی سلطنت میں ہو تو وہ سلطنت ہر موذی کو ایسے فعل کے ارتکاب سے روک سکتی ہے اور یہ روکنا ضروری ہے۔ قرآن کی آئتیں لا تؤتوا السفہاء اموالکم مال پر اور لا تلقوا بایدیکم ...... الی التھلکۃ ذات پر اور انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ناصح اور قوم اور سلطنت ہر ایک بقدر امکان خود اس فرد یا افراد کو جو اپنے یا دوسرے کے لئے مضر ثابت ہوں ضرر سے روکیں۔ یہی جڑ اسلام کے صلح اور جنگ کی ہمیں معلوم ہوئی ہے۔ مالی یا جانی ضرر کے لئے نماز جیسی چیز کے لئے۔ تیمم اور لیٹ کے نماز پڑہنا اور روزہ کو بعض حالتوں میں ترک کردینا اور حج کو ضرر پہنچنے کی حالت میں اور زکوٰۃ کے لئے نصاب تجویز اور فقہ کے تمام ابواب کو دیکھا جاوے تو ایسے ہی اصولوں پر مبنی ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا۔ کہ ہر ایک شخص اپنے اعتقاد اور قول اور اعمال میں بشرطیکہ کسی کے لئے حتے کہ اس کے اپنے لئے بھی مضر نہوں آزاد ہے۔ ورنہ آزاد نہیں۔

. . . .

ترقی کا حق

دوسری بات جو قبل از مطلب بیان کرنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ اس آزادی میں جس کا ذکر اوپر ہوا ہے ہر ایک شخص بے انتہا ترقی کا حقدار ہے اور اس کے لئے صرف اتنی ہی روک ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی ترقیات میں اپنے یا دوسرے کے لئے مضر ثابت نہو ہاں بعض حالتوں میں اس کی ترقی کی حد بندی اس قادر مقتدر کے ماتحت ہوجاتی ہے جس کے عجائبات اور حکمتوں سے یہ ترقی کن خود ہی ناواقف ہے۔ واللہ بکل شئی محیط

مشکلات

تیسری بات۔ ہر ایک ترقی کے ساتھ کچھ مشکلات اور کوئی تنزل و وقفہ بہت ضروری ہے اسی واسطے تمام عالم میں ترقیات کے نظاروں میں روک اور تنزلات کو ہم دیکھتے ہیں اور غالباً اسی لحاظ سے رکے ہوئے ہیں ورنہ انسان کی ترقیات حیرت انگیز ہیں مثلاً تمام کارخانہ دنیا کا اس وقت یا پہلے زمانوں میں پیشگوئیوں پر چلتا ہے۔ ریل پر جاتیوالا تار کے ذریعہ یا خط کے ذریعہ پیشگوئی کرتا ہے اور اپنے دوست کو اطلاع دیتا ہے کہ میں فلاں نبجے اسٹیشن پر پہونچونگا یا تمہارے گھر پونچوں گا اور اس کی پیشگوئیوں پر اس دوست کو موقعہ لگتا ہے کہ اپنے نوکروں چاکروں اور گھر والوں کو پیشگوئی کرے کہ فلاں دوست فلاں وقت آج آئیگا یہ پیشگوئیاں صحیح ہوتی ہیں۔ مگر بعض وقت کو لیں یا اور اسباب سے پیشگوئی غلط بھی ہوجاتی ہے۔ تمام ملازمت پیشہ اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ ہمیں فلاں تاریخ تنخواہ مل جاوے گی اور غالباً ملتی ہے مگر کبھی اس کے خلاف بھی ہوجاتا ہے۔ تاجر کی خط و کتابت اور ہنڈیاں اور زمینداروں کے کاروبار بھی ایسے ہی ہیں اور خلاف بھی ہوجاتا ہے لیکن دنیا دار لوگ ان پیشگوئیوں کے کبھی کبھار غلط ہونے سے اپنی پیشگوئیوں کو نہ ترک کرتے ہیں نہ انکی خلاف ورزی کرتے ہیں بلکہ یہی اون کے لئے ترقیات کا موجب ہے

پیشگوئیاں

ایسے ہی اہل اللہ بھی خداتعالیٰ سے اطلاع پاکر پیشگوئیاں کرتے ہیں اور اگر وہ راستباز ہوں اور فی الواقع اہل اللہ ہوں تو اون کی پیشگوئیاں غالباً صحیح ہوتی ہیں۔ مگر ان کی ترقی کے لئے کبھی کبھی ان کی پیشگوئیاں خود اون کی نظر میں یا لوگوں کی نظر میں غلط ہوجاتی ہیں اور یہ انکی ترقیات کا موجب ہے یہ عجائبات ہیں کہ ایک طرف کی پیشگوئیوں کی غلطی دنیا داروں کو اپنے کاموں میں سست نہیں کرتی۔ مگر دوسری طرف کی پیشگوئیوں سے ٹھوکر کھاتے ہیں اور اس ترقی کی حکمت نہیں سمجھتے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی اسوہ اس حریت اور ترقی اور تنزل اور مشکلات اور دکھوں کا نظر نہیں آتا۔ اس سے ہم کو وہاں سے ہی مثالیں لینی پڑتی

پڑتی ہیں آپکے عہد میں احد کا واقعہ اور غزوہ احزاب کا مقابلہ اگرچہ ناعاقبت اندیشوں کے لئے آپ کی ترقیات کی روک تھی مگر احد کا ظاہری نتائج خالد بن ولید احد کے بعد ہی معاً مسلمان ہوگیا اور غزوہ احزاب میں خود نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اب ہم مکہ والوں اور مخالفوں پر چڑھائی کریں گے اور وہ ہم پر چڑھ کر کبھی نہیں آسکینگے جب آپ نے فتح مکہ کے بعد اپنی فتوحات کو تقسیم فرمایا تو اس میں سے بہت بڑا حصہ مولفۃ القلوب کو عطا کیا مگر انصار کے جلد باز نوجوانوں نے کہا کہ ہماری تلواریں دشمن کے خون کو ٹپکاتی ہیں اور فتوحات کا مال غیروں کو دیا جاتا ہے جس پر آپنے انصار کو ایک بہت بڑا وعظ کیا اور اس بات کا خمیازہ انصار کو کچھ ایسا اٹھانا پڑا کہ وہ ہمیشہ فتوحات کے حصہ لینے میں اس دنیا میں پیچھے ہی رہے اور واقعہ مجھے یاد آیا ہے کہ کسی موقعہ پر آپنے کچھ اموال کو تقسیم فرمایا تو ایک شخص نے جسکی ظاہری شکل کا ذکر بھی احادیث میں ہے یہ کہا کہ ھذہ قسمۃ ما ارید بہ وجہ اللہ۔ کہ یعنی آپ کی اس تقسیم میں عدل اور انصاف اور خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہی کو مد نظر نہیں رکھا گیا گویا اس کے یہ معنے ہیں کہ معاذ اللہ نبی کریم خائن ہیں نعوذ باللہ من ذالک۔ بعض پرجوش صحابہؓ نے اس شخص کو قتل ہی کرنا چاہا مگر آپکی رحیم کریم طبیعت نے اس جوشیلے کو بھی یہ کہا کہ ایسے لوگ ابھی بہت سے آنیوالے ہیں گویا اس کو سبق دیا گیا۔ کہ تو اور تیرے جانشین ہمیشہ مد نظر رکھیں کہ ایسے مشکلات کا ہونا بھی مالی تقاسیم کیوقت ضروری ہے

میری پرورش خدا کرتا ہے

میں اس بیان کے بعد یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ میری عمر اس وقت امت محمدیہ کی معمولی عمروں کے جو ساٹھ اور ستر کے درمیان فرمائی گئی ہیں زیادہ ہے اور مجھ کو جہاں تک مجھے علم ہے ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے بے منت خلق محض اپنے فضل وکرم سے ہزاروں ہزار نعمتوں سے متمتع فرمایا ہے حضرت امام شعرانی نے ایک کتاب لکھی ہے جسمیں الٰہی نعمتوں کو انہوں نے بیان کیا ہے مگر مجھ پر اس قدر نعمتیں ہیں کہ میں ان کے بیان کرنے میں بھی شرمسار سا رہ جاتا ہوں اور مجھ کو کامل یقین ہے کہ جس نے میری ہمیشہ ایسی پرورش کی ہے میں اب میں اس کی جناب میں ان تھوڑے دنوں کے لئے دوبھر نہیں۔ میرے کھانے پینے پہننے مکانوں میں رہنے سہنے کا محتاج نہیں جیسا میں ہمیشہ بیان کرتا رہتا ہوں بیشک ایک جیسا راز تھی ہے اور اب تو اور بھی اچھا ہوگیا ہے حضرت صاحب کے وقت بھی مالی معاملات کے متعلق ایک ہمارے دوست نے اعتراض کیا تھا اور حضرت صاحب نے ایسے اور باقی احباب کو بھی قسم دی تھی کہ آپ لوگ مجھ کچھ نذریں میں تمہارے اسمال کا کوئی محتاج نہیں مگر اس مخلص دوست کی یہ غلطی آخر عفو کے نیچے آگئی۔ حضرت صاحب کی زندگی کے بعد ایک ہمارے غیور نوجوان نے مجھے لکھا تھا کہ لنگر کی آمدنی بہت زیادہ ہے اور خرچ بہت کم ہے مجھے اس کی تحریر پر اس لئے تعجب ہوا تھا کہ نہ اس نے کبھی خود کمایا نہ کبھی اپنی کمائی سے کیسی خبرگیری کی اسے کیونکر اندازہ لگ سکتا ہے کہ خرچ کیا ہو رہا ہے اور آمدنی کے کیا اصول ہیں حضرت صاحب کے زمانہ میں اگر وہ ایسا اعتراض کرتا اور مجھ سے پوچھتا تو میں شائد اس وقت جواب دے سکتا۔ کیونکہ لنگر

حالت لنگر

کی آمدنی حضرت صاحب کی ذات سے وابستہ تھی اور اس کا کسی کو علم نہ تھا لیکن جسوقت اس نوجوان نے اعتراض کیا اسوقت لنگر کی آمدنی اور خرچ کا مجھے پورا علم تھا اور میں یقین کرتا ہوں کہ لنگر بجائے اس کے کہ اس سے کچھ بچے مقروض ہو جاتا ہے لنگر کی آمدنی میں میرا یہ یقین تھا کہ حضرت صاحب کے کنبہ اور متعلقین کو اسمیں سے کافی امداد دی جاوے لیکن آجتک جو ۹ جنوری ۱۹۰۹ء ہے کوئی راہ ایسی نہیں نکلی کہ سوا معمولی کھانے پینے کے کوئی مالی نقد یا کپڑے یا مکان بنوانے کی امداد میں صدر انجمن احمدیہ کر سکی ہو خود میں اپنی ذات سے کھانے پینے کے لئے لنگر سے لینا طبعاً مکروہ سمجھتا ہوں ہاں میرے ساتھ جو لوگ وابستہ ہیں ان میں سے صرف ایک لڑکا میرے دوست کا اور دوسرا لڑکا ہماری ایک بھتیجی کا لنگر سے وہ کھانا کھاتے ہیں جو بہت ہی ادنے درجہ کا ہوتا ہے حضرت صاحب کے وقت میں میں عمدہ سے عمدہ کھانا لنگر سے آیا ہوا اپنے سامنے دیکھتا تھا اور وہ سب کچھ حضرت صاحب کے صبح وشام کی تاکیدات کا نتیجہ تھا حضرت بیوی صاحبہ نے جو میرے ایسے حالات سے زیادہ تر واقف ہیں ایک بار کچھ نقد روپیہ بہت ہی الحاح کے ساتھ مجھ کو دیا اور یہ کہا کہ یہ صرف تیرے کھانے کے لئے ہے اور ساتھ ہی کچھ روپیہ دیا کہ اسکو لنگر میں آپ داخل کریں مگر دوسرے حصہ میں نے دیں نیز سخت ضرورت پر اور نیز وہ ضرورت یہ ہے کہ میاں شریف احمد کی شادی جہاں ہوئی ہے اس لڑکی کے لئے ایک مکان کی ضرورت تھی سو اس کو انہوں نے جن مشکلات سے بنایا ہے اسکو وہ سمجھتے ہیں جن کو باہر سے کوئی روپیہ نہ دیا گیا ہو اور پھر مکان بھی بنانا پڑے مگر میں یا صدر انجمن یا لنگر اس امداد میں شریک نہیں ہوسکے حضرت صاحب کے وقت کس قدر روپیہ آتا تھا۔ اس کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ آپکے بعد آپکے ذمہ پانچسو روپیہ کا قرض تھا جسکو کسی چندہ نے ادا نہیں کیا وہ ادا تو ہوا مگر ایسی راہ سے ادا ہوا ہے کہ اسمیں کسی چندہ دہ یا عام مرید یا کسی یکمشت مخفی طور پر دینے والے نے اسمیں شرکت نہیں کی نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ حضرت صاحب کی اپنی کسی محنت اور تکلیف سے ادا ہوا ہے یہ باتیں دردمند دل سے نکلی ہوئی ہیں اس جلسہ پر جو کچھ کہ مختلف تقریروں میں ہمارے مخلص احباب نے کہا وہ سب کچھ اخلاص اور درد اور سچی محبت کا نتیجہ تھا میں جب تقریر کے لئے کھڑا ہوا تو بجائے کہ اس کے کہ میں تمہیں کسی قسم کی مالی تحریک کرتا میں نے وعظ پر اکتفا کیا یا اس راہ کے اظہار پر اکتفا کیا جس پر قدم مارنے سے مجھے آرام ملا۔ مثنوی توجیہ داکے رنگ پر بعض کتب نو مسلمان اور کتابوں کی خریداری کی سپارش بھی کی جن میں نہایت پسندیدہ کتاب تائید حق تھی مگر اس تحریک پر صدہا جلد تائید میں سے ایک کم۔ وہ کتاب غالباً لوگوں نے نہیں ۱۵- اور ۱۶ جنوری کو چند لڑکے یتیم اور مساکین اور چند طالب علم یہاں آئے اور نیز وہ طالب علم عربی کے جنہیں سے کچھ میرے پاس حدیث وطب پڑھتے تھے اور کچھ وہ جو آگے ان سے پڑھتے تھے ان کے خرچ کا مجھے فکر پڑا اور میں نے یہ خیال کرکے کہ جس قدر چندے یا خرچ حضرت صاحب کے عہد میں تھے ان میں سے کوئی جدید شاخ اب تک نہیں نکلی بلکہ تصنیفوں اور اشتہاروں کے لحاظ سے خرچ میں گو نہ تخفیف ہے مگر لنگر پر ان طلبا کا بوجہ ناگوار اور ناپسند نظر آیا کیونکہ حضرت صاحب کے وقت ان طلبا کا کھانا لنگر سے نہیں دیا جاتا تھا اس خرچ کو یتامی سابق ۱۴ جدید ۳ کل ۱۷، مساکین سابق ۳۰ جدید ۹ - کل ۳۹ - اور طالب علم ۱۷ - کل ان سب کا کھانا لنگر سے علیحدہ کرنے کا جو خیال ہوا تو میں نے مولوی محمد علی صاحب کو جو اس

چندہ لنگر

وقت میرے ایک دوست اور بازو میں اور جن کے اخلاص پر مجھے تعجب آتا ہے اور رشک بھی آتا ہے یہ کہا کہ پانچہزار روپیہ ان لوگوں کے لئے خصوصیت سے الگ چندہ کیا جاوے تو کہ لنگر اس بوجھ سے محفوظ رہے۔ تو میں نے با اینکہ میں صاحب نصاب کسی زکوٰۃ کا نہیں ہوں سو روپیہ اپنی گرہ سے دینا کیا ہے اور ان کو تاکید کی کہ میری طرف سے اس چندہ کے بارہ میں آپ ایک چٹھی شائع کر دیں یہ تو ۱۵ اور ۱۶ جنوری کا قصہ تھا کہ چند ایک غربا کے بیمار ہو جانے سے میر صاحب میر ناصر نواب جو آجکل انجمن ضعفاء کے سرگرم ممبر ہیں ایک جوش پیدا

ناصر وارڈ

ہوا کہ ان بیماروں کے لئے ایک وسیع مکان بنانا ضروری ہے تاکہ ڈاکٹر اور طبیب ایک ہی جگہ ان کو دیکھ لیا کریں اور ان کی تیمارداری میں کافی سہولت ہو ان کی اس جوش بھری خواہش کو میں نے محسوس کرکے ایک سو روپیہ کا وعدہ ان سے میں نے بھی کر لیا ہے اور ۳۰ روپیہ نقد بھی دئے اور ایک پرانی رقم ساٹھ روپیہ کی جو اس کام کے لئے کبھی میں نے جمع کی اس کے بھی نکلوا دینے کا وعدہ کیا۔ اس جوش بھرے مخلص نے قادیان کی بستی مخالفوں اور موافقوں ہندو اور مسلمان دوست دشمن سب کو چندہ کے لئے تحریک کی جہاں تک مجھ کو علم ہے اس کا اثر تھا کہ رات کے وقت میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ آج جو میر صاحب نے تحریک کی ہے اس میں سچے دل اور کامل جوش اور پورے اخلاص سے چندہ دیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ اگر ایسے مکان کے لئے ہمارے کوئی مکان کسی طرح بھی مفید ہوسکیں تو میں اپنی خام حویلی دینے کو دل سے طیار ہوں۔ یہ سب کچھ میر صاحب کے اخلاص اور دلی جوش کا تماشا تھا۔ میں اس سچی عقیدت اور جوش کو دیکھ کر ایک ایسے آدمی سے جو میرے خیال میں

کبھی چندہ میں شریک نہیں اور غالباً وہ چندوں سے مستفیض بھی ہے یہ کہنا کہ ایسے جوش سے آپ لوگ اگر عربی میں دینیات میں تعلیم کے واسطے پُر جوش کوشش کرتے۔ تو آپ ہی یقیناً بہت بڑے کامیاب ہوجاتے مگر اس نے مجھے یہ کہا کہ جس قدر یہاں چندے وصول کئے گئے

ایک معترض

وہ سب کچھ ایک بے ایمانی اور دہوکہ اور فریب اور دغا بازی کا کام تھا۔ جو شریر النفس لوگوں نے عربی تعلیم کے بہانے سے وصول کیا اور لوگوں کو دہوکا دیا۔ اور وہ روپیہ اپنی اغراض میں صرف کیا کرتے ہیں۔ مجھ کو اس فقرہ سے جو تکلیف پہونچی ہے اس کا بیان کسی لفظ میں نہیں کرسکتا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون انما اشکوا بثی وحزنی الی اللّٰہ اور لقد ۔ ۔ ۔ اوذی موسیٰ وجھد اکثر بین ذالک کے سوا کوئی تسلی کا موجب نہیں ہوسکتا۔ مگر میں دنیا میں زیادہ دیر رہنے کے لئے نہیں جیسا اس شخص کا خیال ہے اگر اور بھی کوئی ایسا ہو اس نے تو کبھی بھی مالی شرکت نہیں کی اور واقعہ میں جو مالی شرکت رکھتا ہے حاشا مخلوں میں سنا نہیں چاہتا ہوں اور تمام ان لوگوں کو جو قادیان میں چندہ دیتے ہیں بلند آواز میں کہو لکر کہتا ہوں کہ ہندوستان میں کو نگریسوں۔ انارکسٹوں۔ کانفرنسوں۔ انجمنوں۔ ندووں۔ کالجوں۔ اسکولوں۔ عربی مدارس اور سنسکرت کے مدارس کے لئے لاکھوں روپیہ بلکہ کروڑوں تک خرچ ہوتا ہے جن جن موقعوں پر وہ لوگ اس روپیہ کو خرچ کرتے ہیں ان کاموں میں قوم کے محسن ملک کے محب اور نیک دو یقین کئے گئے ہیں لیکن ہماری چھوٹی سی جماعت جس کا روپیہ لاکھوں تک ابھی نزدیک بھی نہیں ہمیں اگر دہوکا دہ اور فریبی لوگ کہلاتی ہیں تو ہم سے بدتر کوئی بدنصیب نہیں ہوسکتا جو چندے یہاں دئے جاتے ہیں وہ میرے خیال میں حسب ذیل ہیں۔ اول لنگر۔ اور یہ بہت پرانا چندہ ہے جسکی حقیقت ہمیں اب معلوم ہوئی ہے کہ اس میں کمی کی

مدات چندہ

گنجائش نہیں باایکہ میرا ذاتی خرچ اس میں نہیں دوسرا میگزین جسکی نسبت حضرت صاحب کا یہ ارشاد تھا کہ دس ہزار میگزین انگریزی پرچہ شائع ہونا چاہیے اگر اس کے خرچ کو کوئی دہوکے بازی اور بے ایمانی سمجھتا ہے تو وہ شخص ہوسکتا ہے جو حضرت صاحب کو جو اس پرچے کے اصل بانی ہیں پہلے دہوکہ باز اور بے ایمان قرار دے۔ تیسرا یہاں کا ہائی سکول مڈل اور پرائمری ہے اس کا محرک نورالدین اور مرزا خدابخش تھے اور اسمیں ہماری نیک نیتی یہ تھی کہ جو لوگ یہاں رہتے ہیں اور جو احباب قادیان سے باہر ہیں انہیں اپنی اولاد کو آخر دینی ضروریات کے باعث تو سکولوں میں بھیجنا ہی پڑتا ہے اور خرچ کرنا ہی پڑتا ہے اور انگریزی اسکولوں اور بورڈنگوں کی ناگوار برائیوں میں پھنسنے کا احتمال ہے اس لئے اگر وہ لوگ اس اسکول میں اپنے بچوں کو بھیجدیں اور وہی خرچ جو انکو ان سکولوں میں دینا پڑتا ہے یہاں دیدیں تو ان کے بچے بورڈنگوں میں جو امور مضر اخلاق و صحت پیدا ہوتے ہیں ان سے نسبتاً محفوظ رہیں حضرت صاحب نے بھی اس کو جائز رکھا اسکول کا چندہ صرف اسی طرح پر خرچ ہوتا ہے جس طرح سرکاری ہائی سکولوں میں خرچ ہوتا ہے۔ سرکاری عہدہ دار اسکے نگران ہیں

سرکاری رنگ میں مجوزہ کورس یونیورسٹی کے موافق اس کی تعلیم ہے اگر کوئی ممیزہ مد ہے تو صرف یہ ہے کہ ان لڑکوں کے ماسٹر خصوصیت سے وہ ہیں جنکو حضرت صاحب بہت ہی پسند کرتے تھے اور میں قرآن کے کاموں کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہوں جب یقین کرتا ہوں اس میں شک نہیں کہ یہ انگریزی پڑھاتے ہیں عربی مدرس نہیں اور لڑکے نمازوں کے پابند بھی کرائے جاتے ہیں اور قرآن درس میں بھی حتی الامکان شامل ہوتے ہیں اور سعادتمند اس سے متمتع ہیں کتنے لڑکے ہیں جن کی نسبت میرا یقین ہے کہ انہوں نے پاک تبدیلی اس سکول میں رہکر کی ہے مجھے کوئی ہرج نہ ہوگا اگر ان میں چند کے نام بھی درج کردوں مثلاً ماسٹر غلام محمد۔ فتح محمد۔ ضیاءالدین محمد علی ہیں جو اسکول سے نکلکر کالجوں میں پڑھتے ہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ بعض شریر النفس جنکو پہلے ہی کسی ایسی راہ پر چلنے کا اتفاق ہوا ہے جس سے انکی طبیعتیں رو باصلاح نہو سکیں ۔ میں نے پہلے کہا ہے ایسے افراد کا ہونا ضروری ہے پس مدرسہ کا چندہ دہوکہ نہیں بلکہ یقیناً ایک ہائی سکول کا چندہ ہے۔

تیسرے مد زکوٰۃ ہے باایکہ زکوٰۃ کا مصرف قرآن میں بہت ہی مفصل موجود ہے مگر میں پھر بھی قاضی امیر حسین۔ مولوی سرور شاہ اور سید محمد احسن سے باوجود علوم ضرور مشورہ کرلیتا ہوں حضرت مولفۃ القلوب کی مد جسکو ہمارے فقہاء نے غیر ضروری کہا تھا میں حضرت صاحب کے عہد میں بھی اسکو ضروری سمجھتا تھا اور اب بھی ضروری سمجھتا ہوں اور اسمیں بھی زکوٰۃ کو لگا دیتا ہوں اور چونکہ ہماری جماعت ضعفاء کی ہے اس واسطے اول تو زکوٰۃ دینے والے ابھی کم ہیں پھر جو دیتے ہیں ان کو اپنے اقارب بھی مدنظر ہیں پھر اس قحط سالی اور بیماریوں نے اور بھی اس مد کو مشکلات میں ڈالدیا ہے جو تھا چندہ وہ ہے جو بطور نذر کے لوگ میرے ہاتھ میں دیدیتے ہیں چونکہ اسو جہت لوگ دیتے ہیں ایسا موقعہ ہوتا ہے کہ تفصیل پوچھا نہیں جاتا انکو تمام ایسے نذرانے چندہ دینے والوں کے علم صحیح اور مضبوط تجربہ سے مولوی محمد علی کو امین سمجھ کر اور بحفاظت یقین کرکے ایک پیسہ روپیوں اور نوٹوں پونڈوں تک ان کے سپرد کردیتا ہوں ہاں ایسی نذریں جن میں بطور نظیر کے میں دو کا ذکر کرتا ہوں کہ شیخ رحمت اللّٰہ نے مجھے کچھ گرم اور بیش قیمت کپڑے ایک بار نہیں صد بار بھیجے اور ایک میرے پنجابی بہت ہی پرانے مخلص دوست نے ہمدردی سے ایک گرم کوٹ بھیجدیا یا ایک میرے سکھ دوست نے کشمیر سے گرم پٹی بھیجی اور کہہ دی اس کم میں خدا تعالیٰ کا فضل و اس کا رحم یقین کرکے آپ لیتا ہوں نقدی میں ایسا اتفاق بہت ہی کم واقعہ ہوتا ہے اور وہ بھی ایسے لوگوں سے کہ مرزا یعقوب بیگ نے مجھے اور جیسا کہ اوپر ذکر کی ہے بیوی صاحبہ نے الحاح سے کہدیا کہ یہ تیرے ذاتی اخراجات کے لئے ہم دیتے ہیں یا ایک میرے نہایت ہی پرانے مخلص ملوی (ضلع ہزارہ) نے مجھے ایک ضرب یہ کہہ کر کچھ دیا کہ یہ تجارتی حلال طیب مال ہے جسکو آپ کھائیں اور ہمارے لئے دعا کریں کیونکہ حرام کھانیوالے کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں اور یہ مال بلا اشتباہ حلال طیب ہے۔ تو میں نے ایسے مال کو بہت پسند کیا اور گھر میں تاکید کردی کہ اسے احتیاط سے ہمارے کھانے پینے میں لگائیں۔

اسکے سوا کچھ ایسی رقومات ہیں جن میں مثلاً جماعت سیالکوٹ نے مجھے خصوصیت سے درخواست دی کہ آپکا نذرانہ جماعت سیالکوٹ علیحدہ حاضر ہوکر پیش کرنا چاہتی ہے کوئی وقت مقرر کیا جاوے۔

مگر ان کو کوئی ایسا موقع نہ ملا اور وہ روپیہ جو ان کے خیال میں ہوگا ہم نے عام اغراض بیت المال اور صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کر دیا اور ان سے نہ لیا پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس شخص نے کس طرح چندہ لینے والوں کو فریبی۔ دہوکہ باز اور دغادہندہ یقین کرلیا عام ایسے لوگ جو ہماری جماعت میں ہیں ہم ان سے تبرّی کرتے ہیں بلکہ میری ایک لڑکی جس کے ہاتھ سونے کے کڑے تھے وہ مرگئی تو اس کا وہ روپیہ کی ماں کی درخواست پر ہم نے کسی تجارت میں کسی تاجر کو دیدیا اور پھر امۃ الحی کے پیدا ہونے میں ہمیں خیال تھا کہ وہ روپیہ اسی کو دیدیا جاوے گا مگر ان بدمعاملہ لوگوں نے ہمارا اصل روپیہ بھی پورا نہ دیا باایکہ وہ دعوےٰ کرتے ہیں کہ ہماری جماعت اور ہمارے مریدوں میں داخل ہیں مگر چونکہ ہم نے ہی دلایا تھا ہم ذمہ دار تھے کہ وہ روپیہ بیوی کو دلادیں۔ امۃ الحی کو ہم نے کہا کہ اگر تم سورہ بقر ہمارے منشاء کے موافق سنا دو تو ہم تم کو درست دو سو روپیہ بطور انعام کے دینگے لیکن ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ ایسا نہو یہ دو سو روپیہ کسی کے ابتلاء کا موجب ہو میں نے اس روپیہ کے دینے میں تامل کیا مگر آج رات مجھے انشراح صدر ہوا یہ ثابت ہوا کہ ایسے ابتلا آتے ہی ہیں اور آئیں گے پس ہم اس پاک انعام کے دینے میں کیوں تامل کریں ہم نے فیصلہ کرلیا کہ وہ انعام عنقریب اسے دے ہی دینگے اور اور پھر خدا تعالیٰ نے یہ سامان کردیا کہ حکیم فضل دین نے مجھے کہا کہ آپکے دو سو دس روپیہ میرے ذمہ ہیں عنقریب ادا کردونگا پس جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ ان کا روپیہ میرزا اور ملا جلال اور امور عامہ اور محمد احمد اور قاضی اور شمس بازغہ کے پڑہنے میں دہوکہ سے لیا گیا یا دہوکہ سے لیا جاتا ہے تو وہ یاد رکھیں کہ یہاں کوئی آدمی ان کتابوں کو سر دست نہیں پڑھتا اور نہ ان کتابوں کے پڑھنے کیلئے ہم نے آجتک کسی مخلص سے کوئی چندہ لیا ہے ایسے لوگ جیسے خود میر کمال الدین ہیں اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ ہیں یا سید محمد حسین۔ سید حامد شاہ۔ مولوی غلام حسن۔ مولوی محمد علی۔ مولوی شیر علی۔ مفتی محمد صادق۔ خلیفہ رشید الدین۔ حکیم فضل الدین۔ شیخ یعقوب علی۔ سید محمد احسن اور صدر انجمن کے ممبر جن کاموں کے لئے روپیہ لیتے ہیں۔ میں لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ کو یاد کرکے غلیظ قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ اپنے اغراض کے لئے یا فریب اور دہوکہ سے کلمہ پر نہیں لیتے نہ کسی ایسی عربی تعلیم کے لئے جس میں کتب بالا یا دیوان سقط الزند متنبی پڑھایا جاتا ہے ابھی تک نہ کوئی روپیہ ہے اور نہ کسی نے ہمکو دیا۔ ہمارا بیشک یہ منشاء تھا کہ جس طرح سید محمد احسن صاحب نے اپنے خطبہ میں جلال کے ساتھ صدر انجمن احمدیہ کے کورم اور ان علوم پر حملہ فرمایا تھا اس جوش کو عربی مدرسہ کے چندہ کے لئے خرچ کراتے اور پاک اور پُر جوش لفظوں میں حاضرین جلسہ کو یوں فرماتے۔ کہ جسطرح ان وکلا اور ڈاکٹروں نے آپ لوگوں سے چندے لئے ہیں اور اپنی اغراض کا ذکر کیا ہے اسی طرح مجھے بھی چندہ دو اور میری یہ غرض ہو وہ حقیقی جوش دکھاتے تو میں ناامید نہ ہوتا کہ وہ جوش بیکار رہ جاتا اور عربی مدرسہ کے لئے ایک موقعہ نہ نکال لیتے۔ یا یہ معترض بجائے اس کے کہ ہم سب کو بے ایمان خود غرض شرارتی دہوکہ باز کہتا خود کوئی کلام کرکے دکھاتا تو ہمیں بہت خوشی ہوتی۔ عربی مدرسہ کے لئے جیسی ہمکو خود تڑپ ہے ہر ایک کو کہاں ہو ...

... تو آپ مجھ سے مانگ لیا کریں مگر ہم نے ان کو یہی جواب دیا کہ تم ہمارے لئے دعا کرو کہ ہم کو آپ سے مانگنے کی ضرورت نہ پڑے اگر ہم چندہ کی کوئی تحریک کرتے ہیں تو پھر دوبارہ ہم قسم کرتے ہیں کہ ہم یا ہماری صدر انجمن اور اسکے ممبر جن کا ذکر کیا گیا ہے دہوکہ سے کوئی نہیں لیتے نہ دہوکا دیتے ہیں نہ ضرورت ہے۔

(نورالدین)